غم نہ کرو!

وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: اور (دیکھو) نہ تو ہمت ہارو نہ غمگین ہو، تم ہی سب سے سربلند ہو بشرطیکہ تم سچے مومن ہو۔

دیکھو! یہ جو کچھ تمہیں پیش آرہا ہے تو صرف تمہارے ہی لیے نہیں ہوا ہے، بلکہ ہمیشہ قانون الٰہی کی ایسی کارفرمائیاں رہ چکی ہیں جو جماعت احکام حق پر عمل کرتی ہے کامیاب ہوتی ہے، جو اعتراض کرتی ہے تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

دنیا میں نکلو اور خدا کی زمین کی سیر کرو۔ اس کے ہر گوشے میں تم دیکھو گے کہ برباد شدہ قوموں کے آثار اجڑی ہوئی آبادی کے کھنڈر اور سربفلک محلوں کی گری ہوئی دیواریں زبان حال سے اپنا افسانۂ عبرت سنا رہی ہیں۔

تمہیں جنگ احد میں جو ٹھوکر لگی ہے تو چاہیے کہ اس سے عبرت پکڑو اور آئندہ کے لیے اپنے اعمال کی نگہداشت کرو۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس کی کوفت میں ایسے کھو جاؤ کہ آئندہ کے لیے ہمت ہار بیٹھو۔ یہ جنگ کا میدان ہے، کبھی ایک فریق جیتتا ہے، کبھی دوسرے کی باری آتی ہے۔ بدر میں تمہاری چوٹ ان پر لگی تھی، احد میں ان کی تم پر لگ گئی۔ لیکن جماعتوں کی کش مکش کی تاریخ میں ایک دو میدانوں کی ہار جیت کیا اہمیت رکھتی ہے؟ اصلی چیز جو سوچنے کی ہے وہ تمہارے دلوں کی ایمانی قوت ہے۔ اگر تمہارے اندر ایمان کی سچی روح موجود ہے تو پھر دنیا میں رفعت و سربلندی صرف تمہارے ہی لیے ہے۔

(ترجمان القرآن–مولانا ابوالکلام آزادؒ)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

خالص دین کا تصور

عن جابر رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب یقول: ان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ"۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی خطبہ دیتے تو ارشاد فرماتے کہ سب سے بہتر بات اللہ کی بات ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بری بات دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح: دین اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور دین کا یہ عظیم سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تعلیمات کو مکمل فرمایا اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"۔

اب اس دین میں کسی طرح کی کوئی کمی یا زیادتی کی گنجائش نہیں ہے۔ دین مکمل ہو گیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا اس دنیا میں آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب نہ کوئی وحی آنی ہے اور نہ ہی کوئی نبی و رسول آنے والے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جو مکمل پیغام ہم تک پہنچا ہے وہی ہمارے لیے آخری دستور ہے۔ اور اسی میں انسانیت کی خیر خواہی و بھلائی کے تمام راز مضمر ہیں۔ چنانچہ اس آخری کامل وشامل شریعت میں کسی بھی طرح کی ظاہری یا باطنی تغیر وتبدیلی یا حذف وزیادتی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کسی نے اس دین خالص میں اپنی فکر داخل کرنے کی کوشش کی یا من مانی کی تو اس کے لیے وعید شدید ہے۔ اور اس کا ہر وہ عمل جو شریعت محمدی کے مطابق نہیں ہے وہ اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہے وہ کام مردود ہے۔ لہٰذا دین کو قرآن وحدیث اور فہم صحابہ کی روشنی میں سمجھنا ہوگا چونکہ وہی مصادر شرعیہ ہیں۔ اس کے بغیر دین کو سمجھا نہیں جا سکتا ہے۔ اسی میں ہماری کامیابی اور دنیاوی واخروی زندگی سعادت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری تابعداری اور محبت کو اپنی محبت اور تابعداری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"۔ اے نبی پاک ﷺ آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "**من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ**" جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ چنانچہ دین میں کسی بھی طرح کی کسی بھی چیز کو ایجاد کرنا اللہ اور رسول کی نافرمانی ہے۔ اور دین میں نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے اور بدعت جہنم میں لے جانے والی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنی ایک وعظ ونصیحت کی مجلس میں ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اگر تمہارے اوپر کوئی کالا حبشی حاکم مقرر ہو جائے تو اس کی بھی سمع وطاعت کرو اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا ایسے وقت میں تمہارے اوپر ضروری ہے کہ ہماری سنت اور ہدایت یافتہ خلفا راشدین کی سنت کو اختیار کرنا اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوطی سے تھام رکھو اور دین میں نئی چیز ایجاد کرنے سے بچو جو بھی نئی چیز ہے بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں اسی بات کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ دین میں نئی چیز ایجاد نہ کرو یہ بدعت ہے اور بدعت سب سے بڑی گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین کو اللہ کے لیے خالص کریں۔ بدعات سے اجتناب و پرہیز کریں۔ اور ہمارے جو بھائی دین کے نام پر مختلف خرافات و بدعات میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں اور ان کے لیے ہدایت کی خصوصی دعا کریں۔

رب العالمین ہم تمام لوگوں کو دین خالص کا متبع بنا دے اور جب تک زندہ رکھے کتاب وسنت کا شیدائی بنائے رکھے اور جب ہمارا خاتمہ ہو تو خاتمہ بالخیر ہو۔ **وصلی اللہ علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیرا**

☆☆☆

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

ایمان کا کمال اور مکر کا زوال

’’وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ‘‘

قدرت کی کرشمہ سازی تو مسلم ہے مگر ایمان کی باد بہاری قدرت کی کاریگری توفیق کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتی، بلکہ ایمان وہ کرشمۂ الٰہی اور عطیہ رحمانی ہے جس کا کوئی نعمت بدل ہو ہی نہیں سکتی۔ ایمان کی نعمت سے کوئی شخص اور معاشرہ بہرہ ور ہو جائے تو سمجھ جایئے کہ اللہ جل شانہ اپنی قدرت کی کاریگری ضرور ظاہر فرمائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں دیر ہو اور بسا اوقات اسے دنیائے فانی میں ظاہر نہ فرما کر اس کے لیے ذخیرہ آخرت بنا دیا گیا ہو۔ اصل یہ ہے کہ بندہ ایمان وعبدیت کا تقاضا پورا کرتا رہے اور زندگی کے کسی مرحلے میں خوشی ومسرت کے اوقات وازماں ہوں اور امکنہ ہوں یا غم کا موسم ہو، وسعت وفراخی کا دور دورہ ہو یا تنگ دستی وتنگ حالی کا وقت ہو، جشن وشادمانی کے مواقع ہوں یا مصیبت اور حوادث کی مناسبات فراموش نہ کرے۔ ایمان وعمل صالح اور استقامت واطاعت الٰہی ہی وہ ہتھیار ہے جس سے طاقتور دشمن بھی اپنے تمام تر ساز وسامان، مال وزر اور وسائل وذرائع کے باوجود پسپا ہوتا ہے۔ اپنی تمام تر سیاست بازیوں، چالاکیوں، عیاریوں اور مکاریوں کے باوجود منہ کی کھاتا ہے اور پشیمان ہو جاتا ہے بلکہ اس کی چال اور اس کا مکر اسی پر پلٹ دیا جاتا ہے۔ ٹھیک روزی روٹی کے معاملے کی طرح اگر ایک مومن انسان جو اللہ کا تقویٰ اختیار کر کے اور اس کے منہیات اور منع کی ہوئی چیزوں سے دور رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اندازہ سے زیادہ اور وہم وگمان سے بڑھ کر اس کو ایسی جگہ سے روزی روٹی عطا فرما دیتے ہیں کہ بندے کے وہم وگمان میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ‘‘ (الطلاق:۲-۳) ’’اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو‘‘۔ بلکہ بسا اوقات دشمن جو جال اسے پھنسانے کے لیے استعمال کرتا ہے وہی جال اس دشمن کے لیے وبال بن جاتا ہے۔ ’’وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ‘‘ (فاطر:۴۳) ’’اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں پر ہی پڑتا ہے‘‘ پر ایمان کامل بھی ہونا چاہئے۔ آج کی اس مجلس میں میں صرف قمیص کا قصہ آپ کے ذوق اور فکر کے حوالہ کرنا چاہتا ہوں کہ بندہ مومن جب ایمان کی کسوٹی پر پورا اترنے کی کوشش کرتا ہے تو کیسے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
اطاعت رسول: بندۂ مؤمن کا گوہر مقصود ۶
ماہِ رجب-فضائل ومسائل پر ایک نظر ۸
اپریل فول منانے کی تاریخی اور شرعی حیثیت ۱۲
علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ-ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے ۲۰
علامہ ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی رحمہ اللہ-عظیم مربی، بے باک داعی ۲۲
ایک چراغ اور بجھ گیا ۲۴
علامہ محمد لقمان سلفی: ایک عہد ساز شخصیت ۲۵
سانحۂ ارتحال ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ (نظم) ۲۷
طب وصحت ۲۸
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۹
جماعتی خبریں ۳۱
اعلان داخلہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات اسلامیہ ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ایک ایمان والے کی قمیص جو بظاہر زندگی کے خاتمے کا پتہ بتانے کے لیے پیش کی گئی تھی وہی زندگی کے باقی ہونے کی ضمانت دے جاتی ہے۔ یہ ایمان کی کرشمہ سازی ہے یا ایک مومن کی ایمانی قوت وطاقت کا مظہر ہے یا دونوں کی کارفرمائی ہے کہ ایمان کیسے کیسے محیرالعقول ومثبت نتائج اور فیصلوں سے شادکام کرتا ہے۔

یقین نہ ہوتو دنیا کی سب سے بڑی سچائی قرآن کریم کے سب سے زیادہ احسن وخوبصورت قصے کو پڑھو اور یقین کرو کہ قدرت کی کیسی کیسی کرشمہ سازیاں، بوالعجبیاں اور صناعیاں ہیں جن کا وہم وگمان بھی انسان نہیں کرسکتا کہ ان کے ایسے ایسے محیر العقول نتائج اور ثمرات سامنے آتے ہیں کہ انسانی عقل و دماغ ان کے حاصل کرنے کے تصور سے ہی نابلد ہیں۔ چہ جائیکہ وہ اس طرح کے نتائج کو حاصل کرسکیں۔ قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کے واقعے کو احسن القصص کہا گیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سورہ یوسف کے حقائق وعجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اس میں توحید و ایمان اور اس کے تقاضوں اور بے ایمانی اور اس کے انجام بد کے جتنے حقائق بیان کردیئے گئے ہیں اس کا ادراک بیک وقت انسانی عقل و دماغ کرنے سے قاصر ہے۔ البتہ غور وفکر اور تدبر وتعقل کرنے والوں کے لیے اس کے اسرار ورموز روز بروز کھلتے ہی رہتے ہیں۔

انسان عام طور پر جب کسی مقام ومرتبہ پر بظاہر پہنچ جاتا ہے تب اس کے حاسدوں اور بدخواہوں کی بری نظریں اس کی طرف اٹھنے لگتی ہیں۔ بچپن اور عام زندگی کے ادوار میں بہت کم یہ حالات پیش آتے ہیں یا معمولی قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو عام سی بات ہوتی ہے۔ اور ایک خاص حد تک ہی ایسے حسد اور بدخواہی کے اوقات اور اثرات ہوتے ہیں جو مصاحبین کی طرف سے پیش آتے ہیں۔ لیکن گھر، خاندان اور اخوان کی طرف سے حوصلہ افزائی اور ہمنوائی بھی خوب ہوتی ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام طفولت میں آپ کے شایان شان اور مرتبہ و مکان کے لائق اخلاق وکردار اور اعمال وکارنامے آپ کی شخصیت اور ذات کی طرح لائق رشک وحسد، باعث فخر انسانیت اور شرف خلائق تھے، بحیرہ راہب اور چند سرسری واقعات کے علاوہ ایسے واقعات نہیں ملتے ہیں جن میں آپ کو ابتدا ہی سے دشمنی اور قاتلانہ ومعاندانہ حسد وعداوت کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی رضاعی بھائی بہنوں کے دل ونگاہ میں آپ کے لیے بڑی قدر ومنزلت اور احترام ومحبت تھی بلکہ آپ سے حسد وکینہ رکھنے کے بجائے وہ سب ہی آپ کو لائق رشک اور باعث فخر وبرکت سمجھتے تھے۔ یہ حال عام رفقاء رعاۃ اغنام کا تھا۔ آپ کے حسن وجمال، جسمانی رعب داب اور ہیئت وسطوت کے ساتھ اخلاق حسنہ اور بہترین کردار کے عکسہائے جمیل تمام معاصرین اور مصاحبین پر چھائے ہوتے تھے۔

لیکن غور کرو کہ یوسف علیہ الصلاۃ والتسلیم کا جسمانی وروحانی حسن وجمال اور فہم وفراست بھائیوں کو بھی نہ بھائی بلکہ آپ کی یہ ادائے دلبری، نوائے دلنوازی اور حسن یوسف کا تو پوچھنا ہی نہیں!! یہ سب بھائیوں کے حسد وکینہ اور بغض کی وجہ بن گئے اور انہوں نے قتل تک کے منصوبے بنانے شروع کردیئے۔ ان تمام واقعات کے ساتھ وہ پری پلاننگ حادثہ فاجعہ کیا کم تھا جب شام کو سب بھائی روتے بلکتے باپ کے سامنے خون سے لت پت قمیص رکھ کر بیک زبان کہنے لگتے ہیں کہ ابا جان! ہم تو کھیل کود اور مسابقہ ومقابلہ آرائی میں مشغول ہوگئے اور ادھر یوسف جس کی حفاظت ہماری ذمہ داری تھی سامان کے پاس چھوڑ گئے جسے بھیڑیا کھا گیا جس کا ثبوت یہ خون آلود کُرتہ ہے۔

دراصل کنویں میں ایک طرح سے دفن کردینے کے بعد بھائیوں نے جو حسد کی چال چلی اس میں مقتول کی لاش کو غائب کرکے کیس کو کمزور کردینا ہی نہیں بلکہ پوسٹ مارٹم اور چارج شیٹ حتی کہ اس کی زندگی کے موہوم خیال کو بھی فنا اور ختم کردینا شامل تھا۔ اللہ جل شانہ کی قدرت دیکھو کہ ان تمام نشانیوں اور امیدوں کو ختم کرنے کی ان کی چال کو ناکام کرکے حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے زندہ ہونے کا پتہ اور یقین دلا گیا، جب انہوں نے کرتے کی ہیئت اور اس کی حالت دیکھی کہ قمیص خون آلود اور لہو سے لت پت تو ضرور ہے مگر بھیڑیا جیسے درندے کی شرافت چغلی کھارہی ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا چیر پھاڑ کر نعوذ باللہ کھا گیا مگر کرتے پر شکن اور شگاف تک نہ آیا۔؟ گویا یہ کیس فرضی ہے، بھیڑیا بے قصور ہے۔ کارستانی دراصل برادران یوسف کی ہی ہے۔ گویا جو چال انہوں نے قمیص کے سہارے اور ثبوت کے ذریعہ چلی تھی وہ الٹی ہوگئی اور ان کی مکر وجعلسازی پکڑی گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَجَآءُوْ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ“ (یوسف:۱۶-۱۸) ”اور کہنے لگے کہ ابا جی! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑا پس اسے بھیڑیا کھا گیا، آپ تو ہماری بات نہیں مانیں گے گو ہم بالکل سچے ہی ہوں۔ اور یوسف کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے خون آلود بھی کرلائے تھے، باپ نے کہا یوں نہیں بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے۔“

کرتے نے ہی بھاگتے بھاگتے یوسف علیہ السلام کو امراۃ العزیز کے پھندے

میں پھنسا دیا اور وہ اس عورت کی دست درازی کا سبب بن گیا۔ ورنہ آپ اس فحش کاری وبرائی سے جان وایمان بچا کر نکل چکے تھے۔ پھراس قمیص نے گودی گواہ اورطرفدار وگھریلو جج کے لئے یوسف علیہ السلام کے خلاف کیس بنانے اوران کے خلاف فیصلہ سنانے کا راستہ کھول دیا اور جج نے بالکل شاہی خانوادے اوروزارت کے سورس وفورس سے مرعوب ہوکراورطرف داری کرتے ہوئے قمیص کو ان کے مرتکب جرم ہونے کا ثبوت بنا دیا۔ ہوایوں کہ جیسے ہی دروازے پراس عورت نے اپنے شوہر عزیز مصرکواس حالت میں پایا تواس نے فورا شوہرکوتریاچرتر پڑھا دیا اور گویا ہوئی کہ ایسے شخص کوجوآپ کی حرم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کرے اسے یاتو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جائے یانعوذ باللہ ایسے نمک حرام کوسخت سے سخت سزادی جائے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کومعاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے بولنا پڑا کہ دیکھواسی عورت نے مجھے بہلانے پھسلانے کا کام کیا ہے۔ ورنہ وہ اس سے قبل اسی اذیت ناک صورتحال سے دوچار ہوئے، اس سے بھاگتے رہے اورشکایت نہیں کی کہ مبادا محسن ہے، اس لاڈ سے رکھا ہے، اس کی خانگی زندگی میں زہر کیا گھولوں کہ یہ عورت خود ہی سدھر جائے یا عزیز خودتاڑ جائے کہ اس کے اندرون خانہ کیا ہورہا ہے؟ یا ایسی اجنبی جگہ میں ایسے پردیسی کی کون سن سکتا ہے؟ بات آئی گئی نہ کردی جائے اور معاملہ اورزیادہ بے حیائی اورڈھٹائی کا نہ ہوجائے۔ پھردادنہ فریاد۔ اب جب معاملہ خودسامنے آ گیا، عورت نے الزام بھی دھردیا توصفائی ناگزیر ہوگئی اورحقیقت کا آشکارا کرنا فرض ہوگیا اورایک طرف حق گوئی کا فریضہ ادا کرنا تھا دوسری طرف عنفوان شباب میں پاکدامنی کا واضح ہونا ضروری تھا اورعزت وعفت کو بچانا بسااوقات جان بچانے سے زیادہ اہم ہوجاتا ہے کیوں کہ بداچھا بدنام برا کا معاملہ بھی نہیں رہ گیا تھا۔ بلکہ برائی سے بچنے کی ہزارترکیب کے باوجودعظیم جرم کا مرتکب باور کرایا جارہا تھا۔

دراصل قاضی کے طلب دلیل یاشواہد وعلامات کی تفتیش بظاہر بہت مبنی برحقیقت اوربھلی لگتی ہے اورخود جج صاحب عادل وانصاف پرور لگتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ قضاء کی دنیا میں اس سے زیادہ قلب ماہیت بلکہ تلبیس پرمبنی ثبوت کی مثال اورنہ ملے گی۔لیکن اسے قدرت کا کمال کہیں یا مکر کا زوال یا ایمان کا جلال وجمال کہ جوکرتا یوسف کواس بھیانک گناہ کا مرتکب باور کرانے کے لئے پیش کیا تھا وہی اس کی ایک بارپھر برات کا مکمل ثبوت فراہم کرگیا اور یوں پورا ایوان اوراس کی پلاننگ اورسرکشی دھری کی دھری رہ گئی اورکرتا پیچھے سے پھٹا ہونے کی وجہ سے زورزبردستی کا سارا معاملہ پلٹ کر امراۃ العزیز پرآ گیا۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ دلیل وثبوت مدعی کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ چولی ودامن جس پرزیادتی ہوئی ہے اس کی دیکھی جائے گی نہ یہ کہ اس بے گناہ مدعا علیہ کی جو یہی نہیں کہ خود مجرم نہیں تھا بلکہ خود مدعی کوبھی اس ہاویہ وزاویہ جرم سے بچانے کے لئے ہزارجتن کر چکا تھا۔ دراصل اس کے ایمان ویقین کا کمال تھا اور دیوان عدالت وایوان سلطنت کے مقابلے میں اللہ جل شانہ کے حصن حصین (قال معاذ الله) کی پناہ تھی۔ جہاں نہ کوئی دشمن پہنچ سکتا ہے نہ کوئی داؤں چل سکتا ہے۔

ایک کرتہ وہ بھی تھا جس نے یعقوب علیہ السلام کے مشام جان وقلب واذہان اور دل ودماغ کو معطر کردیا تھا اوراسی کرتہ کی وجہ سے اخوان یوسف باپ کوخبطی قرار دے رہے تھے۔ کیا کیا کرشمہ سازیاں تھیں ایک قمیص کی اور کیا کیا متضاد قسم کے اثرات وحالات تھے اس قمیص کے۔ ذراارشاد باری تعالی کوسنواوراس ایمانی ونورانی اورجانی وروحانی طاقت کومحسوس کرکے اپنی بے دلی، حالات کی بے رحمی، غیروں کی مکر بازی وحیلہ سازی اورطاقت وسطوت کے مقابلے میں اپنی مادی کمزوری دکھانے کے بجائے اپنی ایمانی قوت وہمت سے کام لوپھرقدرت کے کمالات کا مشاہدہ کروکہ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (یوسف:۹۴) جب یہ قافلہ جدا ہوا توان کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگرتم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو۔

اس کرتے کا حال بھی سنو جب اسے ملاحظہ کرایا گیاغموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اورآنکھوں کی بینائی بیٹے کی جدائی کی وجہ سے مارے غم واندوہ کے جاتی رہی تاآنکہ نہ مرے نہ من جاوے، حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ (یوسف:۸۵) ’’یہاں تک کہ گھل جائیں یاختم ہوجائیں‘‘ کی حیثیت وکیفیت طاری ہوگئی اور وَقَالَ يَآسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (یوسف:۸۴) ’’اورکہاہائے ان کی آنکھیں بوجہ رنج وغم کے سفید ہوچکی تھیں اوروہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔‘‘ کے ساتھ اس معجزے وقدرت کے نظارے مشاہدے میں لاؤ جس نے ان خشک وسفید پڑی نابینا آنکھوں میں روشنی کے مناراورآب چشم کے چشمے اورسوتے جاری کردیئے۔ اورچشم ماروشن ودل، شادکی کیفیت پیدا کردی۔ سچ ہے ۔وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف:۲۱) ’’اللہ اپنے ارادے پرغالب ہے لیکن اکثرلوگ بےعلم ہوتے ہیں‘‘۔

انسان اگرایمان کامل ،عمل پیہم اوریقین محکم سے متصف ہوجائے توقدرت کے کمالات ظاہر ہونے لگتے ہیں اوراعداء وحاسدین کے ہرطرح کے مکروحیل زائل اورختم ہوجاتے ہیں۔

☆☆☆

اطاعت رسول: بندۂ مؤمن کا گوہر مقصود

خورشید عالم مدنی، پھلواری شریف، پٹنہ
9934671798

قارئین کرام! انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں اعتدال وتوازن قائم کرنے کے لئے خالق کائنات کی مکمل رہنمائی ضروری ہے چونکہ ہدایت ربانی کے بغیر ہمیں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ معلوم ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس بیلینس کو باقی رکھ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ اللہ کی ہدایت ورہنمائی کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے ہمارے نبی ﷺ کی ذات گرامی۔ اس لئے کہ نبی اللہ کے چنندہ ومنتخب ہوتے ہیں، ان پر اللہ کی نظر ہوتی ہے، ان کے پاس ہی جبریل امین وحی الٰہی لے کر اترتے ہیں، اور انہیں یہ تاکید بھی کی جاتی ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکالیں ارشاد باری ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳) اور وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے ہیں، وہ تو وحی ہوتی ہے۔ جو ان پر اتاری جاتی ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (الحاقة:۴۴–۴۶) یعنی اگر میرے نبی بعض باتیں گھڑ کر میری طرف منسوب کر دیتے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے۔

اور رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کی شریعت پر عمل کیا جائے، ان کے اقوال، افعال اور سیرت کو اپنے لئے اسوہ بنایا جائے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات وغیرہ میں ان کی اتباع وپیروی کی جائے، نزاع اور اختلاف کی صورت میں آپ ﷺ کے فیصلے کو قطعی مانا جائے اور اس کے سامنے فوراً سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم حقیقی مومن نہیں ہو سکتے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:۶۵) آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔

اور نہ اس کے بغیر کسی کو جنت میں داخلہ ملے گا، پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں کل امتی يدخلون الجنة الا من ابى، قيل يارسول الله ومن يابى قال من أطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد أبى (البخارى) یعنی میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، مگر وہ جس نے انکار کیا، کہا گیا اے اللہ کے رسول کون انکار کرے گا تو فرمایا جس نے میرا حکم مانا، وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

اور آپ کی محبت کو ساری محبتوں پر ترجیح دی جائے لایومن احدکم حتى اکون احب اليه من ولده ووالده والناس اجمعين (بخاری) یعنی تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس لئے قرآن کریم مختلف انداز میں اطاعت رسول پر زور دیتا ہے اور سنت نبوی کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتا ہے کہیں اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہے: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:۳۲) اے نبی آپ فرما دیجئے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور کہیں اطاعت رسول کو، دین کی اساس، ایمان کی بنیاد، محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ، رحمت الٰہی کا موجب اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا راستہ بتاتا ہے، اس سے متعلق درج ذیل آیات اپنے سامنے رکھیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:۳۱) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (نور:۶۳) جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ ڈرتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی مصیبت آن پڑے یا ان پر درد ناک عذاب نازل ہو جائے۔

اطاعت رسول کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ ہم وہ کریں جسے ہمارے نبی ﷺ نے کیا یا جسے کرنے کا حکم دیا یا کسی صحابی کو کرتے دیکھا اور اسے منع نہیں فرمایا اور وہ نہ کریں جسے آپ نے خود نہیں کیا اور نہ اسے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور کوئی بھی عبادت اس انداز واسلوب میں کریں جس انداز وکیفیت میں آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس میں اپنی طرف سے جوڑ، گھٹاؤ کی کوشش نہ فرمائیں۔

یہ صحابہ کرام جو رسول گرامی کی سنت وسیرت کے چشم دید گواہ تھے، کتاب وسنت

پر عمل جن کی زندگی کا مقصد، امانت وصداقت جن کا شیوہ اور ایثار وقربانی جن کا بہترین وصف اور خیرالقرون میں زندگی گذارنے کا جنھیں شرف حاصل تھا، انہوں نے رسول گرامی ﷺ پر فدائیت وجاں نثاری اور اطاعت گذاری کے ایسے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

ان کی زندگی کا منہج وخوشگوار پہلو یہ تھا کہ وہ صحیح حدیث مل جانے کے بعد اپنے فیصلے اور حکم بدل دیتے تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے اور یہی اطاعت رسول کا اولین تقاضا اور محبت رسول کو ترجیح دینے کا حقیقی مفہوم ہے کہ انسان کتاب وسنت کے احکام کو چوم لے، اس کے سامنے سراپا تسلیم ورضا کا پیکر بن جائے، اس کی شان اور پہچان یہ ہو کہ وہ عامل سنت بنے اور دافع عن السنۃ بھی۔

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے پاس ایک عورت دادی کی حیثیت سے اپنا حق مانگنے آئی، آپ نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ کتاب اللہ میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن جب مغیرہ بن شعبہؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کو ترکہ میں چھٹا حصہ دلایا ہے اور اس کی تائید محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی کی تو آپ نے اس عورت کو سدس دینے کا حکم فرمایا۔ (ابوداؤد)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ فیصلہ دیا تھا کہ عورت کو اس کے شوہر کی دیت سے کچھ نہ دیا جائے۔ لا ترث المرأۃ من دیۃ زوجها لیکن جب ضحاک بن سفیان نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں فرجع عمر تو حضرت عمر نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا۔

صحابہ کرام کے اندر اتباع نبوی کا جذبہ اس قدر بے پایاں تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عادات واطوار مبارکہ میں (جن کے اندر عبادت کا کوئی شائبہ تک نہ تھا) اپنا حرز جاں بنالیتے تھے اور ان پر عمل کر کے اپنی سچی محبت وفدائیت کا اظہار کرتے تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب وہ سفر پر روانہ ہوتے تو سواری پر بیٹھ کر دعاء سفر پڑھتے پھر وہ مسکراتے اور فرماتے کہ میں اس لئے مسکرا رہا ہوں کہ میں نے پیارے حبیب کو اسی طرح مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ (مسلم)

جب ہم سیرت صحابہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں سنت نبوی پر عمل کرنے کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا تھا، رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ انہوں نے سن لیا اس پر عمل پیرا رہے انہوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ فلاں سنت چھوٹی ہے، غیر موکدہ ہے یا غیر اہم ہے اسے نظر انداز بھی کر دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ یہی جذبہ اطاعت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

یاد رکھیں! امت کی زندگی کا راز رب کی اطاعت اور نبی کی سنت کی اقتدا میں پنہاں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کی فتح ونصرت، عزت وسعادت کو نبی کی اتباع سے جوڑ رکھا ہے، جو اپنے نبی محترم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی اتباع کرے گا وہ غالب رہے گا۔ شاہراہ ہدایت پر گامزن رہے گا اسے رب ذوالجلال کی نصرت وحمایت حاصل ہوگی اور جو آپ کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی ہے۔

جب سر میں ہوائے طاعت تھی سرسبز شجر امید کا تھا
جب صرصرعصیاں چلنے لگی اس پیڑ نے پھلنا چھوڑ دیا

رسول اکرم ﷺ کی حدیث وسنت کی عمداً مخالفت کرنا عذاب الہی کو دعوت دینا ہے اور عجب نہیں کہ ایسے مخالفین کو اللہ دنیا میں مبتلائے عذاب کر کے دوسروں کے لئے نشان عبرت بنا دے۔ حضرت سلمہ بن عمرو بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے لگا (حالانکہ اس کا دایاں ہاتھ صحیح وسالم تھا) آپ نے فرمایا کل بیمینك قال لا استطیع دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں داہنے ہاتھ سے کھانے کی استطاعت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: لا استطعت جاؤ اب تم کبھی اس ہاتھ سے نہیں کھا سکتے۔

راوی حدیث کا بیان ہے میں نے اسے اپنی پوری زندگی دیکھا فما رفعها الی فیه وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم: ۲۰۲۱)

آج ہمارے معاشرے میں نئی روشنی کے دلدادہ جو لوگ ہیں وہ بڑے آرام سے بائیں ہاتھ سے پانی پیتے، چائے پیتے نظر آئیں گے انھیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے، پینے کے لئے دایاں ہاتھ بنایا ہے۔ اور یہی ہمارے نبی ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اگر وہ عمداً ایسا کرتے ہیں تو انھیں اپنی اصلاح کر لینی چاہیے، اور اسوہ نبوی کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ وہ رب کی رحمتوں کے سزاوار ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی کی اتباع کی توفیق بخشے۔ آمین

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش
کتاب الآداب
مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلهوب
مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی
تقدیم
مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
صفحات:665 قیمت:-/300

ماہِ رجب-فضائل ومسائل پر ایک نظر

جناب مولانا محمد طیب معاذ

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت بعض دنوں، راتوں اور مہینوں کو بعض پر فضیلت دی ہے تاکہ عبادت گزار لوگ نیکی کے کاموں میں جٹ جائیں اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال بجالائیں۔لیکن انس وجن کے شیاطین ان کو صحیح راہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان کو اپنا شکار بنانے کے لیے ہر گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ نیک لوگوں کے اور خیر کے کاموں کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کردیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک گروہ کے سامنے یہ بات خوش نما کرکے دکھائی کہ فضل ورحمت کے موسم میں لذات وشہوات کے دنگل سجائیں۔ نیز ایک دوسرے گروہ کو جس کی نیک نیتی پر شک نہیں کیا جاسکتا، مگر وہ جہالت کا مارا ہوا ہے، یا جو دین ودنیوی چودھراہٹ اور مصلحت کے اسیر ہیں اور اپنی مصلحت، اپنی حیثیت کھوجانے سے خائف ہیں، ان کو موسم خیر وسنت کے برعکس اس موسم میں بدعت پر اکساتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری۔ حسان بن عطیہؒ فرماتے ہیں: کوئی قوم اپنے دین میں بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اللہ تعالیٰ اس سے اس جیسی سنت کو اٹھالیتا ہے اور قیامت تک اس کو واپس نہیں لوٹاتا''۔ بلکہ ایوب سختیانیؒ نے تو یہاں تک فرمایا: ''بدعتی جتنا زیادہ بدعتی کاموں میں منہمک ہوجاتا ہے، اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے''۔

شاید ان موسمی بدعتوں میں سب سے نمایاں وہ بدعات ہیں جو بہت سے ملکوں میں کچھ عباد وزہاد ماہ رجب میں انجام دیتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس مضمون میں ان لوگوں کے بعض اعمال کو موضوع بحث بنایا ہے اور امت کی خیرخواہی ونصیحت کے لیے انہیں شرعی نصوص اور اقوال اہل علم پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ شاید اس سے کسی قلب کو ہدایت مل جائے، بدعت کی تاریکیوں اور جہالت کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہی کسی آنکھ اور کان کو دیکھنا وسننا نصیب ہوجائے۔

کیا ماہ رجب کو دیگر مہینوں پر فضیلت حاصل ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خود ماہ رجب کی، نہ اس کے روزہ کی، نہ اس کے کسی خاص دن کی اور نہ اس کی کسی خاص رات کی فضیلت میں کوئی ایسی صحیح حدیث آئی ہے جو قابل حجت ہو، مجھ سے قبل یہی جزم کے ساتھ امام حافظ اسماعیل ہروی بھی کہہ چکے ہیں، ان کی نیز ان کے علاوہ دوسروں کی یہ بات جس کے متعلق صحیح سند سے ہم نے روایت نقل کی ہے۔''

حافظ موصوف مزید فرماتے ہیں: ''رہی وہ احادیث جو ماہ رجب کی فضیلت کے سلسلہ میں ہیں، یا اس کے روزوں کی، یا اس کے چند دنوں کی فضیلت کے بارے میں صراحت کے ساتھ آئی ہیں تو اس کی دو قسمیں ہیں: ضعیف اور موضوع، ہم ضعیف حدیثوں کو بیان کریں گے اور موضوع احادیث کی طرف واضح اشارہ بھی کریں گے، پھر موصوف نے ان احادیث کو بیان کیا۔

صلاۃ الرغائب: اس نماز کی کیفیت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک موضوع حدیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے: ''جو شخص ماہ رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے اور جمعہ کی رات عشاء اور تاریکی ہونے کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) تین مرتبہ اور (قل ھو اللہ احد) بارہ مرتبہ اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوجائے تو مجھ پر ستر مرتبہ درود بھیجے، پھر دو سجدے کرے، پہلے سجدے میں ستر مرتبہ (سبوح قدوس رب الملائكة والروح) پڑھے، پھر سجدے سے سر اٹھائے اور ستر مرتبہ (رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم، انك انت العزيز الاعظم (کہے پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی یہی دعا پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بندہ یا بندی اس نماز کو پڑھے تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا خواہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ، ریت کے ذرات، پہاڑوں کے وزن اور درختوں کے اوراق کے برابر ہوں، نیز قیامت کے دن وہ اپنے خانوادے سے ستر جہنم واجب لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

ثانیا: صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں اہل علم کے اقوال: علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ نماز نہایت قبیح ومنکر بدعت ہے اور کئی منکرات کو شامل ہے۔ لہٰذا اس کے ترک، اعراض اور پڑھنے والے پر نکیر ثابت ہوجاتا ہے۔

علامہ ابن النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بدعت ہے اور اس سلسلہ میں وارد حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاں تک صلاۃ الرغائب کا تعلق ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ بدعت ہے۔ لہٰذا اسے نہ تن تنہا پڑھنا مستحب ہے نہ باجماعت، کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی رات کو

تہجد کے لیے اور دن کو روزہ رکھنے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ باتفاق علماء جھوٹی اور موضوع ہے، کسی ایک بھی سلف اور امام کا ذکر تک منقول نہیں ہے''۔

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ نے تو اس کے ایجاد کی ابتداء اس طرح بیان کی ہے: ''مجھ کو ابو محمد مقدسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ''ہمارے یہاں بیت المقدس میں صلاۃ الرغائب کا وجود نہیں تھا جو رجب وشعبان میں پڑھی جاتی ہے، یہ نماز ہمارے یہاں ۴۴۸ھ میں اس طرح ایجاد کی گئی کہ ابن ابی الحمراء نام کا ایک شخص نابلس سے بیت المقدس آیا، وہ نہایت اچھا قرآن پڑھتا تھا، اس نے مسجد اقصیٰ میں شعبان کی پندرہویں رات کو نماز پڑھی۔ علامہ موصوف نے آگے فرمایا: اور جہاں تک رجب کی نماز ہے تو یہ ہمارے یہاں بیت المقدس میں ۴۸۰ھ کے بعد ہی شروع کی گئی، اس سے پہلے ہم نے اسے نہ کسی کو پڑھتے دیکھا نہ ہی کسی سے سنا تھا۔

علامہ ابن الجوزی، حافظ ابوالخطاب اور ابوشامہ نے اس نماز کے سلسلہ میں وارد حدیث کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے، جبکہ علامہ ابن الحاج اور ابن رجب نے اس نماز کو بدعت قرار دیا ہے، نیز حافظ ابن رجب نے ابواسماعیل انصاری، ابوبکر سمعانی، ابوالفضل بن ناصر اور دوسروں سے بھی اس کے بدعت ہونے کی بات نقل کی ہے۔

ثالثاً: عوام کا دل رکھنے کے لیے صلاۃ الرغائب پڑھنا:

علامہ ابوشامہ نے فرمایا: مجھ سے چند اماموں نے بیان کیا کہ وہ صلاۃ الرغائب صرف اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ عوام کے قلوب کی دل جمعی کریں تاکہ وہ مسجد کو پکڑے رہیں، نہ پڑھنے کی صورت میں خطرہ ہے کہ کہیں وہ لوگ چھٹک نہ جائیں۔

اس بیان میں ایک خرابی تو ان کا بلا صحیح نیت کے نماز پڑھوانا ہے، دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کی توہین وناقدری، اس بدعت میں اگر دیگر خرابیاں نہ ہوتیں تب بھی اتنا کافی تھا اور جو شخص بھی اس نماز پر ایمان رکھے گا یا اچھا سمجھے گا وہ اس بدعت کی ترویج میں معاون بنے گا، عقیدہ کے سلسلے میں اپنے عوام کو فریب دے گا جس کی بنا پر وہ شریعت پر جھوٹ بولنے میں ان کا شریک کار ہوگا۔ اگر ان عوام کی آنکھیں کھول دی جائیں اور سال بسال انہیں اس کی حقیقت معلوم کرائی جاتی رہے تو وہ اس نماز کو سرے سے پڑھنا چھوڑ دیں گے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور باطل قرار دیں گے، لیکن ایسا کرنے سے بدعت کے شائقین اور اس کی آبیاری کرنے والوں کا قبضہ ختم ہوجائے گا، سرداری واقتدار کے زوال کا یہی خوف ہی اہل کتاب کے چودھریوں کو اسلام قبول کرنے سے مانع رہا اور انہیں کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ''فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ''(البقرہ:۷۹)

''ان لوگوں کے لیے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے''۔

اسراء و معراج: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں آپ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرانا اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان اور اس سے بھی اوپر معراج کرایا جانا ہے۔ بعض ملکوں میں اسی اسراء ومعراج کی یادگار کے طور پر ستائیس رجب کی رات کو جشن منایا جاتا ہے، جبکہ اس رات میں معراج ہونا صحیح نہیں ہے، حافظ ابن حجرؒ ابن وحیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ: بعض قصہ گو لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ معراج ماہ رجب میں پیش آئی تھی، انہوں نے فرمایا کہ یہ کذب ہے۔ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''معراج والی روایت قاسم بن محمد سے ایسی سند سے مروی ہے جو صحیح نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائیس رجب کو معراج ہوئی تھی۔ ابراہیم حربی وغیرہ نے اس بات کا انکار کیا ہے''۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''معراج کے مہینہ، عشرہ اور دن کے بارے میں کوئی قطعی دلیل سے ثابت نہیں، بلکہ اس سلسلہ میں نقول منقطع ومتضاد ہیں جن سے کسی تاریخ کی قطعیت ثابت نہیں ہوسکتی''۔

مزید براں اگر اسراء ومعراج کی رات کی تعیین ثابت ہوبھی جائے تب بھی کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس رات کو کسی عمل کے لیے خاص کرلے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی عمل ثابت ہے نہ آپ کے کسی صحابی سے اور نہ کسی تابعی سے کہ انہوں نے معراج کی رات کی دوسری راتوں کے مقابلہ میں کوئی خصوصیت ثابت کی ہو، چہ جائیکہ اس کی یاد میں کسی قسم کا جشن مناتے ہوں، اس کے ساتھ ساتھ اس رات کو محفل قائم کرنے میں کئی طرح کی بدعات ومنکرات پائی جاتی ہیں۔

ماہ رجب میں جانور ذبح کرنا:

ماہ رجب میں اللہ کی رضا کے لیے مطلقا جانور ذبح کرنا دیگر مہینوں کی طرح منع نہیں، لیکن اہل جاہلیت اس ماہ میں ایک ''عتیرہ'' نام کا ذبیحہ ذبح کرتے تھے۔ اہل علم نے اس ذبیحہ کے حکم کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، چنانچہ علماء کی اکثریت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اسلام نے اسے باطل قرار دے دیا ہے، ان کا استدلال بخاری ومسلم کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے کہ ''لا فرع و لا عتيرة'' نہ فرع جائز ہے نہ عتیرہ درست۔

جبکہ ابن سیرین رحمہ اللہ اور بعض دیگر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ ''عتیرہ'' مستحب ہے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جو اس کے جواز پر دال ہیں۔ اس کا

جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث ان احادیث سے زیادہ صحیح اور زیادہ پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل مقدم ہوگا، بلکہ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ نے تو اسے منسوخ قرار دیا ہے، کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت بعد میں مسلمان ہوئے اور جواز والی حدیث ابتدائے اسلام کی ہے، پھر بعد میں یہ منسوخ ہوگئی اور یہی راجح قول ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسلام میں عتیرہ نہیں ہے، یہ تو جاہلیت کی بات تھی کہ آدمی روزہ رکھتا تھا اور عتیرہ بھی قربان کرتا تھا''۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ماہ رجب میں ذبح کے مشابہ یہ بھی ہے کہ اسے خاص موسم اور عید بنالیا جائے، مثلاً اس ماہ میں حلوا اور دیگر مخصوص کھانے کا اہتمام کرنا وغیرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ماہ رجب کو عید بنالینا مکروہ جانتے تھے۔

ماہ رجب کو روزہ یا اعتکاف کے لیے خاص کرنا:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاں تک ماہ رجب میں روزوں کا تعلق ہے تو خاص کر اس کے روزوں کی فضیلت کے سلسلہ میں نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام سے''۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہاں تک خصوصیت کے ساتھ ماہ رجب کے روزوں کا تعلق ہے تو اس کی تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں، ان میں سے کسی پر بھی اہل علم اعتماد نہیں کرتے اور یہ ان ضعیف احادیث میں سے بھی نہیں ہیں جو فضائل میں روایت کی جاتی ہیں، بلکہ تمام کی تمام جھوٹی اور موضوع ہیں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب کے روزے سے منع فرمایا، اس کی سند میں کلام ہے، جبکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح طور سے ثابت ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کو ڈنڈے سے مارتے تھے تاکہ ماہ رجب میں اپنے ہاتھوں کو کھانوں میں ڈال دیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ماہ رجب کو رمضان کے مشابہ نہ بناؤ۔ جہاں تک روزوں کو رجب، شعبان اور رمضان تین مہینوں کے اعتکاف کے ساتھ خاص کرنے کی بات ہے تو اس سلسلہ میں مجھے کسی بات کا علم نہیں، البتہ جو مسلمان مشروع روزہ رکھے اور ان روزوں کے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے تو بلاشک یہ جائز ہے اور اگر بلا روزہ کے اعتکاف کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں اہل علم کے دو مشہور قول ہیں:

ماہ رجب کے خصوصی روزہ کی فضیلت کے سلسلہ میں کچھ وارد نہ ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ماہ رجب میں کوئی نفل روزہ نہیں بلکہ جن روزوں کے بارے میں عام نصوص وارد ہوئی ہیں جیسے پیر اور جمعرات کے روزے نیز ہر ماہ کے تین روزے اور صوم داؤد یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن ترک کرنا تو یہ سب جائز ہیں، جیسا کہ علامہ طرطوشی نے ذکر کیا ہے مگر صرف رجب کا وہ روزہ ہے جس میں درج ذیل تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے:

(۱) جب مسلمان ماہ رجب کو ہر سال عوام اور شریعت سے ناواقف لوگوں کو رغبت کے مطابق خاص موسم بنالیں اور اس کے روزے مثل رمضان فرض ہونا سمجھے جانے لگیں۔

(۲) لوگوں کا یہ اعتقاد بن جائے کہ رجب کا روزہ ایک ثابت سنت ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن راتبہ کی طرح روزے کے ساتھ خاص کیا ہے۔

(۳) یہ اعتقاد بنالیا جائے کہ رجب کے روزے کو دیگر مہینوں کے روزوں کے مقابلہ میں خاص فضیلت حاصل ہے، اور یہ بھی عاشوراء کے روزے اور آخری رات کے تہجد کی فضیلت کے ہم درجہ ہے، لہٰذا یہ فضائل کے باب سے ہیں نہ کہ سنن و فرائض کے باب سے۔ اگر یہ بات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان کرتے یا زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور عمل کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو ماہ رجب کا کسی مخصوص فضیلت کے ساتھ خاص ہونا باطل ٹھہرا۔

ماہ رجب میں عمرہ کی ادائیگی:

کچھ لوگ ماہ رجب میں عمرہ کرنے کے بڑے حریص ہوتے ہیں، ان کا یہ اعتقاد ہے کہ ماہ رجب میں عمرہ کو خاص فضیلت وخصوصیت حاصل ہے۔ یہ بے بنیاد وبے اصل بات ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے ادا کیے جن میں ایک ماہ رجب کا عمرہ تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے رد میں فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی عمرہ ادا کیا میں آپ کے ساتھ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ ادا نہیں کیا۔

علامہ ابن العطار رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مجھے اہل مکہ کے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ کثرت سے ماہ رجب میں عمرہ ادا کرتے ہیں جس کی میرے علم میں کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔''

علامہ ابن باز رحمہ اللہ تصریح فرماتے ہیں: افضل مہینہ جس میں عمرہ ادا کیا جائے ماہ رمضان ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**العمرة في رمضان تعدل حجة**'' ماہ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی ثواب میں حج کے برابر ہے۔ اس کے بعد ماہ ذوالقعدہ میں عمرہ افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمرے اسی ماہ میں ادا کیے تھے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''**لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ**'' (الاحزاب:۲۱)۔ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

ماہ رجب میں زکوۃ کی ادائیگی: بعض ملکوں میں لوگوں نے اپنا شیوہ بنالیا ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ماہ رجب میں زکوۃ نکالتے ہیں، اس سلسلہ میں علامہ ابن رجب فرماتے ہیں: ''سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی کسی سلف سے یہ معروف ہے۔ بہرحال زکوۃ واجب ہوتی ہے جب مال نصاب پر ایک سال مکمل ہوجائے، لہٰذا ہر شخص کا اس کے مالک نصاب ہونے کے دن سے سال پورا ہوتا ہے، اس لیے جب اس کا سال پورا ہوجائے تو زکوۃ ادا کرنا واجب ہے خواہ مہینہ کوئی بھی ہو، پھر موصوف نے وقت سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کے جواز پر روشنی ڈالی تاکہ فضیلت والے زمانہ کو حاصل کرسکے، یا اس شخص کو زکوۃ دینے کا موقع مل سکے جس سے بڑھ کر ضرورت مند سال کے مکمل ہونے کے وقت دوسرا نہ مل سکے''۔

علامہ ابن عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس دور میں جو لوگ ماہ رجب میں اپنی زکوۃ نکالتے ہیں دوسرے مہینوں کو چھوڑ کر تو اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ شارع کا یہ حکم ہے کہ سال پورا ہونے پر مال کی زکوۃ نکالنا واجب ہے خواہ رجب کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا۔

ماہ رجب میں کونڈوں کی رسم ادا کی جاتی ہے، اس ماہ کے آخری عشرہ کی بعض راتوں میں حلوا پوڑی، کھیر وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس سے متعلق من گھڑت واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ رسم سراسر بدعت ہے، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہت بعد کی ایجاد ہے۔

ماہ رجب میں کوئی بڑا واقعہ نہیں ہوا:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''چند روایات میں آیا ہے کہ ماہ رجب میں بڑے حادثات واقع ہوئے ہیں، جبکہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں، مثلاً یہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رجب کی پہلی رات کو پیدا ہوئے اور آپ کو ستائیس رجب کو نبی بنایا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچیس رجب کو نبی بنایا گیا، جبکہ ان میں سے کچھ بھی صحیح طور سے ثابت نہیں''۔

بعض داعیوں کے ساتھ ایک وقفہ تامل:

آج کل بعض داعی بدعت رجب جیسی مختلف قسم کی موسمی بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ وہ ان کے غیر مشروعیت اور ناجائز ہونے کے قائل ہیں، اپنے اس دعویٰ کے لیے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے بدعتی کاموں کو ترک کردیں گے تو ان کے عبادت کے کاموں کو چھوڑ کر دیگر ناجائز کاموں میں مشغول ہوجانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، حالانکہ بدعت شرک کے بعد سب سے بڑا اور خطرناک گناہ ہے، مگر یہ دعوت کا نہایت ہی خطرناک رجحان ہے اور اصلاح کا بہت ہی بڑا نقصان دہ طریقہ، نیز سب سے بڑی بات یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اس خالص سنت کی طرف بلایا جائے جس کے بغیر اصلاح نہیں ہوسکتی۔ امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فقہاء کہتے ہیں: ''قول عمل کے بغیر درست نہیں ہوسکتا، اور قول وعمل نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتے، اور قول عمل اور نیت سنت کی مطابقت کے بغیر درست نہیں ہوسکتے۔

ان لوگوں پر یہ فرض تھا کہ وہ سنت کی تعلیم لیتے اور دوسروں کو تعلیم دیتے اور خود کو اور گردوپیش کے لوگوں کو اس پر عمل کی دعوت دیتے، کیونکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔ ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے کتنی اچھی بات کہی ہے، انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اسلام کی تعلیم لو اور جب اس کی تعلیم لے لو تو اس کو چھوڑ کر دوسری طرف رغبت نہ کرو، تم پر صراط مستقیم پر چلنا واجب ہے، کیونکہ اسلام ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم سے ذرہ برابر دائیں بائیں نہ ہٹو، اور تم پر اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل فرض ہے اور تم ان خواہشات سے اجتناب کرو جو لوگوں میں بغض وعداوت پیدا کرتی ہیں۔

اسی طرح سیدنا حذیفہ نے فرمایا: ''اے قاریوں کی جماعت! راہ راست پر قائم رہو، تم سبقت لے جانے میں بہت دور جاچکے ہو، اگر تم نے دائیں بائیں کا راستہ پکڑ لیا تو تم بہت دور کی گمراہی میں جا پڑوگے۔''

آخر میں آج داعیوں اور ان کے ساتھ تمام امت مسلمہ سے یہ مطلوب ہے کہ تمام حالات میں مکمل طور پر نبی کریم ﷺ کی خالص اتباع کریں جیسے ان تمام سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اگر وہ اپنی نجات اور دین کی مدد وعزت اور غلبہ چاہتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الكهف: ١١٠)

تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ (الکہف: ۱۱۰)

نیز ارشاد الٰہی ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج: ٤٠)

جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔ (الحج: ۴۰)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو خیر ونیکی کے کاموں کی توفیق دے، وہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔

☆☆☆

اپریل فول منانے کی تاریخی اور شرعی حیثیت

تحریر: د/عاصم بن عبداللہ القریوتی
ترجمہ: عبدالمعین السّلفی

ماہ اپریل: اپریل(April) کا مہینہ انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے، اس مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں یہ کلمہ قدیم رومانی کلینڈر میں لاطینی لفظ(Aprilis) سے اسم مشتق ہے۔

اور بعض لوگوں کے نزدیک فعل(Arerire) سے مشتق ہے جس کا معنی ''کھلنا'' ہوتا ہے، اس اسم کا لغوی معنی سے یہ تعلق ہے کہ اسی مہینہ سے موسم ربیع کی ابتدا ہوتی ہے ،کلیاں کھلنےلگتی ہیں، اور ہرے بھرے پیڑ پودوں سے پھول نکلنے لگتے ہیں۔

فرانس میں ماہ جنوری(Januri) کے بجائے ماہ اپریل سے سال کی ابتدا ہوتی تھی، لیکن شاہ فرانس ''شارل تاسع'' نے اپنے دور حکومت میں ۱۶۵۴ء میں اپریل کے بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ متعین کر دیا۔

باشندگان روم یکم اپریل کو اپنے معبود فینوز(Finuse) کے حق میں عید اور جشن مناتے تھے۔ یہ معبود ان کے نزدیک محبت وخوبصورتی کی دیوی، اور حرکت ونشاط ،ہنسی ومذاق اور نیک بختی کی رانی سمجھی جاتی تھی، بانجھ اور کنواری عورتیں اس کے مندر میں جمع ہوتی تھیں اور اپنی جسمانی ونفسانی امراض کو اس دیوی سے بیان کرتی تھیں، معاً اس سے یہ التجا کرتی تھیں کہ وہ ان بیماریوں کو ان کے شوہروں سے پوشیدہ کر دے۔

ساکسونی(Saxoni) قومیں اس مہینہ میں اپنے معبود(Esster) کے نام پر عید اور جشن مناتی تھیں، یہی عید آج نصرانیوں کے یہاں ''عید الفصح'' کے نام سے موسوم ہے۔

مذکورہ بیان سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ دور قدیم میں یورپی قوموں کے نزدیک ماہ اپریل کی کیا اہمیت اور خصوصیت تھی۔(۱)

اپریل فول منانے کی تاریخ (۲)

اپریل فول منانے کی بالتحدید کوئی تاریخ نہیں بتائی جا سکتی البتہ اس سلسلہ میں کچھ رائیں ضرور ملتی ہیں جس سے اس کی تاریخی حیثیت کسی حد تک سامنے آ جاتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موسم ربیع کی آمد پر یورپی قوموں کے یہاں جس جشن کا انعقاد ہوتا تھا اسی کے ساتھ اپریل فول منانے کی بھی ابتدا ہوئی ہے۔

اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بدعت فرانس میں ۱۵۶۴ء میں اس وقت شروع ہوئی جب شاہ فرانس نے سال کی ابتداء ماہ جنوری سے کر دیا تھا چنانچہ جو شخص اس بادشاہ کے متعین کردہ تقویم جدید کو قبول نہیں کرتا تھا اس کو یکم اپریل کے دن بعض افراد کی محفل میں لایا جاتا۔ اور وہ لوگ اس کے اس کردار پر ہنستے اور اس سے استہزاء ومذاق کرتے۔

اور بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس بدعت کا تعلق پرانے زمانے کی وثنی محفلوں سے ہے اس لئے کہ اس معین تاریخ کا فصل ربیع کے ابتدائی ایام سے گہرا تعلق ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض شہروں میں یکم اپریل سے شکار کھیلنے کی ابتداء ہوتی تھی اور اس دن اکثر وبیشتر شکاری اپنے شکار میں ناکام رہ جاتے تھے۔ اس لئے اس دن کو استہزاء کا دن بنا لیا گیا۔

فرانس میں یہ بدعت (Poissondavril) کے نام سے موسوم ہے جس کے معنی ''اپریل کی مچھلی'' ہوتے ہیں۔ اس اسم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہیں ایام میں سورج ''برج الحوت سے، برج الحمل'' کی طرف منتقل ہونے لگتا ہے۔ یا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ (Poissond) کا کلمہ بمعنی مچھلی، انگریزی کلمہ (Punishment) بمعنی ''عذاب'' سے محرف ہے۔ کیونکہ عقیدۂ نصاری کے مطابق اس کلمہ سے اس عذاب کی طرف اشارہ ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوچار ہوئے تھے اور یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا۔

انگریزوں کے یہاں یکم اپریل پر (All Fools day) بمعنی ''بیوقوفوں کے تجمع کا دن'' کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس دن کچھ جھوٹی اور خلاف واقع باتوں کو بیان کرتے ہیں اور سامع کبھی قولاً اور کبھی فعلاً اس کی تصدیق کر دیتا ہے نتیجتاً لوگ اس سادہ لوحی پر ہنستے ہیں اور اس سے ٹھٹا مذاق کر لیتے ہیں۔

انگریزی میگزین Drakes news letter میں اپریل فول کی بابت کچھ بیانات مذکورہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرانی بدعت ہے۔ چنانچہ ۲/اپریل ۱۶۹۸ء میں اس میگزین میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ لندن میں یکم اپریل کی صبح کچھ لوگوں نے اپریل فول منانے کے لئے محفل منعقد کیا ہے۔ اسی طرح اپریل فول سے متعلق یورپ کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے، وہ اس طرح کہ ۳۱/مارچ ۱۸۴۶ء میں انگریزی میگزین (Akunus star) میں یہ خبر شائع ہوئی کہ کل یکم اپریل کو شہر ''سلنجٹوں'' بمقام دخانہ کاشتکاری گھوڑوں، خچروں اور دیگر حیوانات کی ایک نمائش لگے گی، یہ خبر پڑھ کر لوگ دوسرے دن جوق درجوق مختلف اقسام کے حیوانات کو دیکھنے کے لئے کثیر تعداد میں حاضر ہوئے۔ مقررہ وقت پر پہنچ کر نمائش کھلنے کا انتظار کرنے لگے، کافی انتظار کے بعد جب وہ لوگ تھک گئے تو مقامی باشندوں سے اس کے متعلق سوال کیا، انہوں نے ایسی نمائش سے لاعلمی ظاہر کی تب ان نمائش بینوں کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ ہی نمائش کے گھوڑے اور خچر ہیں۔ اس طرح وہ اپریل فول کی نذر ہو گئے۔

اسلامی شریعت میں جھوٹ کی ہلاکت خیزیاں

چونکہ اپریل فول منانے کے سارے طریقوں کا دارومدار جھوٹ پر ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جھوٹ کی ہلاکت خیزیوں کو بیان کیا جائے، چنانچہ جھوٹ ایک مہلک اور برباد کن بیماری ہے۔ گناہ کبیرہ کے اونچے درجات میں اس کا شمار ہوتا ہے، یہ نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، یہ جھوٹ آدمی کے ایمان کے لئے قادح ہے، جھوٹ حددرجہ قبیح اور بری عادتوں میں سے ہے، یہ عادت نبی اکرم ﷺ کے نزدیک مبغوض ترین عادتوں میں سے تھی۔

اس لئے اہل علم کہتے ہیں کہ کسی آدمی میں ایمان اور جھوٹ کی عادت یکجا نہیں ہوسکتی اس لئے کہ ایمان کی بنیاد صدق پر ہے۔ اور نفاق کی بنیاد کذب پر ہے، ایک کی موجودگی میں دوسرے کا زائل ہونا امر ضروری ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ میں بکثرت جھوٹ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور مختلف انداز میں ترہیب وارد ہے، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی میں چار عادتیں موجود ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان عادتوں میں سے کوئی ایک ہو تو اس کے اندر نفاق کی ایک علامت موجود ہے وہ آدمی نفاق کی اس صفت سے متصف رہے گا یہاں تک کہ اس عادت کو چھوڑ دے (وہ چار عادتیں یہ ہیں) ا۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۲۔ اور جب عہد و پیمان کرے تو بے وفائی کرے۔ ۳۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ ۴۔ اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو فسق وفجور (گالیاں) بکے۔ (۳)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں بیٹھے تھے، اتنے میں میری والدہ نے مجھے آواز دی یہاں آؤ تمہیں کچھ (سامان) دوں گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی اماں سے کہا: تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں اس کو کھجور دوں گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی اماں سے کہا: اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تم پر جھوٹ (کا گناہ) لکھا جاتا۔ (۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے بات نہیں کرے گا، اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا (ابومعاویہ۔ حدیث کے ایک راوی نے اتنی زیادتی کی ہے کہ: ان کی طرف نہ دیکھے گا) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ا۔ بڈھا زانی ۲۔ جھوٹا بادشاہ ۳۔ متکبر فقیر (ایسا فقیر جو بھیک مانگ مانگ کر صاحب ثروت بنتا ہے، اور اپنے اقرباء واہل پر تکبر جتاتا ہے) (۵)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشکوک فیہ اشیاء کو غیر مشکوک امور کی جانب چھوڑ دو، بے شک سچائی سکون وطمانیت کا نام ہے۔ اور جھوٹ مشکوک فیہ کا نام ہے۔ (۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ بولو، اس لئے کہ سچائی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے آدمی جب ہمیشہ سچ بولتا ہے، اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ ''صدیق'' لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ فجور کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور فجور وفسق جہنم میں لے جانے والی ہیں۔ جب آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ ''کذاب'' لکھ دیا جاتا ہے (۷)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی طبیعت خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر عادت کو قبول کرسکتی ہے۔ (۸)

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن سے روایت ہے کہ: انہوں نے کہا کہ (زفاف کے موقع پر) میں نے حضرت عائشہ کو نبی کریم ﷺ کے لئے سجایا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کو حضرت عائشہ کے پاس خلوت میں جانے کے لئے دعوت دی۔ آپ آئے اور ان کے بغل میں بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا آپ نے دودھ پیا اور ان کو (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) دینے لگے۔ انہوں نے شرم سے سر کو جھکالیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ: میں نے ان کو (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) جھنجھوڑا۔ اور کہا۔ دودھ کے پیالہ کو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے لے لو۔ انہوں نے دودھ کے پیالہ کو آپ کے ہاتھ سے لے لیا، اور تھوڑا سا دودھ بھی پیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنی ہم عمر کو بھی دے دو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے رسول اللہ آپ اس کو لے لیں اور تھوڑا پی لیں۔ ہم بعد میں لے لیں گی۔ اور کہا: میں پیالہ لے کر بیٹھ گئی اور گھمانے لگی پیالے کو ہونٹ سے لگا کر اس جگہ کو تلاش کرنے لگی جہاں سے آپ نے پیا تھا۔ پھر آپ نے میرے پاس بیٹھی ہوئی عورتوں سے کہا تم بھی پی لو۔ ان عورتوں نے کہا ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو'' (۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آپ نے فرمایا: جس آدمی نے لڑائی جھگڑا سے پرہیز کیا، خواہ وہ اس کا حق دار ہی ہو، میں اس کے لئے وسط جنت میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں۔ اور اس آدمی کے لئے وسط جنت میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جس نے جھوٹ چھوڑ دیا، خواہ وہ ہنسی و مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ ہو، اور اس آدمی کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جس نے حسن اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ (۱۰)

مذکورہ بالا احادیث میں جھوٹ سے متعلق درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

ا۔ جھوٹ نفاق کی علامت ہے۔

۲۔ چھوٹے بچوں کو جھوٹ بول کر بہلانے پر بھی جھوٹ کا اطلاق ہوتا ہے۔

۳۔ جھوٹے بادشاہ کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت نہ اس سے بات کریں گے نہ اس کی طرف دیکھیں گے اور نہ ہی اس کا تزکیہ کریں گے۔

۴۔ جھوٹ باعث تشکیک اور سچائی باعث اطمینان ہے۔

۵۔ مومن کو چاہیے کہ جھوٹ سے ڈرتا رہے اور اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا رہے۔

٦۔ جو آدمی کسی چیز کو چاہتے ہوئے بھی کہتا ہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں تو اس

نے جھوٹ کہا۔اور بھوک وجھوٹ کو اپنے لئے جمع کیا۔

۷۔تارک جھوٹ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیچ جنت میں ایک مکان بنا رکھا ہے۔

جھوٹ کے عدم حرمت کی چند حالتیں

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر (کسی کی طرف سے) خیر کی بات کہتا ہے یا اس کی نسبت دوسرے کی طرف کرتا ہے وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے۔(۱۱)

ابن شہاب نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان جس چیز پر جھوٹ کا اطلاق ہوتا ہے اسے صرف تین حالتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔۱۔حالت جنگ میں ۲۔لوگوں میں مصالحت کی خاطر ۳۔میاں بیوی کی آپسی گفتگو میں (۱۲)

امام غزالی کا قول ہے کہ: کلام مقصد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو قابل ستائش ہو، اور سچ وجھوٹ دونوں کے ذریعہ اس تک رسائی ممکن ہو، ایسی حالت میں اس مقصد تک پہنچنے کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ کے علاوہ کسی دوسرے ذریعہ اس مقصد تک رسائی ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں جھوٹ بولنا مباح ہے، بشرطیکہ وہ مقصد بھی شریعت کی نگاہ میں مباح ہو۔ اور اگر اس جھوٹ کے ذریعہ اس مقصد تک پہنچنا مطلوب ہو جس کا حصول شریعت کی نگاہ میں واجب ہے، جیسے کہ کسی مسلمان کے خون کو ظالم سے بچانا۔ ایسی صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر بھی مناسب یہی ہے کہ حتی المقدور ان مواقع میں بھی جھوٹ سے احتراز کیا جائے۔ اس لئے کہ جب جھوٹ کا دروازہ اپنے اوپر انسان کھول لے گا تو خوف ہے کہ اس بہانے ان جگہوں پر بھی جھوٹ بول دے جہاں اس کے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے، اور وہ شخص حد ضرورت سے تجاوز کر سکتا ہے اس لئے جھوٹ اصلاً حرام ہے، مگر ضرورت کی وہی تین حالتیں ہیں جو حدیث میں بیان ہیں۔(۱۳)

مضمون نگار کی رائے ہے کہ: میرا میلان علماء کرام کی اس توجیہ کی طرف ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ حدیث میں ''کذب'' کا لفظ جو مستعمل ہے وہ توریہ (۱۴) اور تعریض پر محمول ہے۔ جیسے کہ کوئی آدمی کسی ظالم سے کہے ''میں نے تمہارے لئے کل دعا کی ہے'' اور اس کا قصد ہو عام مسلمانوں کے لئے دعا کرنا ''اللھم اغفر للمسلمین'' یا مثلاً کوئی آدمی اپنی بیوی سے کچھ سامان دینے کا وعدہ کرے اور اس کا قصد ہو کہ اگر اللہ نے قدرت دیا تو میں دوں گا۔''(۱۵)

اسی طرح علماء کا اتفاق ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جواز جھوٹ کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے ذریعہ دونوں میں سے کسی کا حق ساقط نہ ہوتا ہو، اور نہ ہی وہ ایسی چیز لینے کے حقدار بنیں جو ان کے لئے نہیں ہے۔ اسی طرح جنگ میں اباحت کذب کے لئے شرط ہے کہ اس جنگ کی بنا عہد و پیمان پر نہ ہو اسی طرح وہ اس بات پر متفق ہیں کہ اضطرار کے وقت جھوٹ بول سکتے ہیں مثلاً کوئی ظالم کسی کو قتل کرنے کا قصد رکھتا ہو اور وہ آدمی کسی کے پاس روپوش ہو، تو جس کے پاس وہ آدمی چھپا ہے اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ظالم سے مظلوم کے موجودگی کی نفی کردے اور اس پر قسم کھالے، وہ اس پر گناہ گار نہیں ہوگا۔

(۱۶) اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ سابق الذکر تینوں امور میں بلا کسی شرط کے جھوٹ جائز ہے اس لئے کہ اسلامی لشکر امت کے لئے قلعہ کے قائم مقام ہے، اور اختلاف وانشقاق ہر مصیبت کی جڑ ہے اور میاں بیوی میں اختلاف خاندان کے ضیاع و بربادی کا سبب ہوتا ہے جبکہ اسی نیک خاندان سے معاشرہ کی بنیاد پڑتی ہے۔ واللہ اعلم

کافروں کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت: جیسا کہ اپریل فول کے تاریخی بیان میں یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ یورپی قوموں کی ایجاد کردہ بدعت ہے، اور ان کے بعض لوگ اس کو مقدس دن بھی سمجھتے ہیں، اور یہ کہ ''اپریل فول'' کفار ومشرکین کے تہذیب وتمدن سے نکلا ہوا ایک برباد کن، اور بے بنیاد تماشہ ہے اس لئے مناسب ہے کہ کفار ومشرکین کے اقوال وافعال، تہذیب وتمدن اور اخلاق وعبادات وغیرہ میں مشابہت کرنے اور اس کو اپنانے سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں، اور اس کا شریعت اسلامیہ میں کیا حکم ہے بیان کیا جائے۔(۱۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے بھیجے ہوئے دین کی تعلیمات کو اپنانے کا حکم دیا ہے اور اپنے نزدیک مغضوب اور ضال قوم یہود ونصاریٰ کی اتباع اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے سے منع کیا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: اس سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب، حکم اور نبوت عطا کی تھی۔ ان کو ہم نے عمدہ سامان زیست سے نوازا، دنیا بھر کے لوگوں پر انہیں فضیلت دی، اور دین کے معاملہ میں انہیں واضح ہدایات دیں۔ پھر جو اختلاف ان کے درمیان رونما ہوا وہ (ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ) علم آجانے کے بعد ہوا۔ اور اس بنا پر ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے، اللہ قیامت کے روز ان معاملات کا فیصلہ فرمادے گا۔ جن میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں اس کے بعد اے نبی ہم نے تم کو دنیا کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اس پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔(حاشیہ۔۱۶-۱۸)

ایک جگہ ارشاد ہے: اے نبی جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس کتاب سے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے۔ خوش ہیں اور مختلف گروہوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے، تم صاف کہہ دو کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں، لہٰذا میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں، اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ اسی ہدایت کے ساتھ یہ فرمان ہم نے تم پر نازل کیا ہے، اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار ہوگا اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔ (رعد:۳۶-۳۷)

اللہ کا فرمان ہے: یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے طریقہ پر نہ چلنے لگو۔ صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے، ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے۔ (بقرہ:۱۲۰) اور

ایک جگہ ارشاد ہے: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں، اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں، اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ایک لمبی مدت ان پر گذر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ (الحدید: ۱۵)

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راہبوں کی پوشاک پہننے سے بچو، کیونکہ جس نے ان کا لباس پہنا، یا ان کی مشابہت کی وہ ہم میں سے نہیں (۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی ونصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دوزرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہے تم اس کو نہ پہنو۔ (۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے قریب تلوار کے ذریعہ مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔ اور میری روزی میرے نیزے کے سائے میں ہے، اور ذلت و بے عزتی ان لوگوں کا مقدر ہے جنہوں نے میرے فرمان کی مخالفت کی، اور جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔ (۲۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کٹاؤ، اور داڑھیوں کو دراز کرو۔ (۲۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان سحری کھانا ہی حد فاصل ہے۔ (۲۳) حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لحد ہمارے لیے ہے اور شق (۲۵) غیروں کے لیے۔ (۲۶)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں کی طرح سلام نہ کرو، وہ سر، ہتھیلیوں، اور اشارہ سے سلام کرتے ہیں۔ (۲۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مجھے میرے مقام سے زیادہ نہ بڑھاؤ، جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو بڑھایا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ اس لیے کہ یہود ونصاریٰ افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔ (۲۹)

حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (اپنی زندگی کے آخری لمحات) حالت نزع میں تھے تو آپ کے چہرہ پر آپ کی چادر کا ایک کنارہ ڈالدیا جاتا، جب آپ کو ذرا ہوش آتا تو آپ چادر کو اپنے چہرہ سے ہٹاتے اور فرماتے، یہودیوں اور نصرانیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ان کی (یہودیوں اور نصرانیوں) طرح کرنے سے ڈراتے تھے۔ (۳۰)

مذکورہ آیات واحادیث میں مشرکین کی مخالفت سے متعلق درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱- جو علم نہیں رکھتے ان کی خواہشات اور بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے کی حرمت۔

۲- ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع سے بچنے کا حکم جو حقیقت کا علم رکھنے کے باوجود اپنے دین سے متعلق ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں جس کے بارے میں اللہ نے فیصلہ کن بات نازل کردی ہے۔

۳- یہودی اور نصرانی مسلمانوں سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان کی ملت کے تابع نہ ہو جائیں۔ اور ان کے دین کو اپنالیں۔

۴- اصلی اور فرعی تمام امور میں مشرکین کی مشابہت کرنے سے بچنا۔

۵- راہبوں کے لباس کے مشابہ لباس پہننے سے بچنا، اور جو اس کو کرے اس سے اظہار برأت کرنا۔ (۳۱)

۶- داڑھی میں خضاب لگا کر یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنا اس لیے کہ وہ خضاب نہیں لگاتے۔

۷- کافروں کے لباس پہننے کی حرمت۔

۸- کفار کی مشابہت سے اس ہلاکت خیزی کا لازم آنا کہ وہ انہیں میں سے ہے۔

۹- مشرکین کی مخالفت میں داڑھیوں کو دراز کرنا اور مونچھو کو کتروانا۔

۱۰- سحری کھانے میں رغبت دلانا، اور یہ کہ سحری کھانا امت محمدیہ کی فضیلت ہے اور یہی ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان حد فاصل ہے۔

۱۱- شارع کا بیان کہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسری قوموں کے لیے۔ (۳۲)

۱۲- سر، ہتھیلیوں اور اشارہ سے سلام کرنے کی ممانعت، کیوں کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ (۳۳)

۱۳- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے مقام سے بڑھادینا حرام ہے جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے بارے میں کیا ہے۔

۱۴- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۱۵- یہودیوں اور نصرانیوں کے برخلاف افطاری میں جلدی کرنے کی ترغیب۔

۱۶- قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی حرمت، اور یہ کہ یہ یہود ونصاریٰ کے فعل ہیں۔ جو مغضوب علیہم اور ضال ہیں۔ (۳۴)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد کا تذکرہ ہے۔

اسلامی شریعت میں مذاق کا حکم:

مزاح: بطریق تلطف واستعطاف کسی سے خوش کلامی کرنے کو مذاق کہا جاتا ہے۔(۳۵) اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی شخص کا کسی مخصوص کام پر مداومت غالبا اکتاہٹ کا سبب ہوا کرتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ و نصائح کے لیے کچھ دنوں کو اس خطرہ کے پیش نظر خاص کر دیتے تھے کہ کہیں ہم (روزانہ وعظ و نصائح کی مجلس میں حاضر ہوتے ہوتے) اکتا نہ جائیں۔(۳۶)

بطور تمہید یہاں یہ بھی جاننا چاہئے کہ جس طرح بندہ پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔اسی طرح اس پر اس کے اہل وعیال کا بھی حق ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم پوری رات قیام کرتے ہو (نماز پڑھتے رہو) اور (مسلسل) روزہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو: قیام بھی کرو اور سویا بھی کرو، روزہ رکھو اور افطار بھی کرو کیوں کہ تم پر تمہارے بدن کا حق ہے۔اور تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے۔اور تمہارے زائرین کا تم پر حق ہے۔(۳۷) یہاں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح انسان سے اس کی زندگی اور منہج میں اعتدال مطلوب ہے اسی طرح اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے لیے قلبی راحت اور دلی سکون میسر ہو۔جیسا کہ حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس رہتے ہیں، آپ ہمیں جنت اور جہنم یاد دلاتے ہیں، (اس وقت) ہماری یہ کیفیت ہوتی ہے گویا وہ (جنت وجہنم) ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن جب ہم آپ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو اہل وعیال، اور کسب معاش وغیرہ میں پھنس کر بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر (میری مجلس سے) جانے کے بعد بھی تمہاری وہی کیفیت رہے جو میرے پاس رہنے سے ہوتی ہے اور تم اس کو یاد رکھو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! فلاں وقت اور فلاں وقت، (یعنی ذکر اور فکر آخرت اکثر اوقات میں غالب رہے) آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا (۳۸) اسی طرح بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ دلوں کو بھی مثل بدن اکتاہٹ کا احساس ہوتا ہے۔بنابریں سچا اور مشروع مذاق دوسروں کے لیے دلی راحت کا ذریعہ ہوتا ہے۔اور اس کے ذریعہ الفت ومحبت اور تعلقات میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور نشاط واجتہاد اور صبر ومثابرہ میں جدت پیدا ہوتی ہے اس قسم کا مذاق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے (چند صورتوں کو ان شاء اللہ آگے بیان کروں گا) اسی لیے ائمہ کرام نے بتایا ہے کہ ہنسی مذاق سے قطعی احتراز کرنا۔سنت اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلال کرنا ہے، جس کی اتباع اور اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔(۳۹)

رہی یہ حدیث کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا نہ کرو اور نہ اس سے ہنسی مذاق کرو''، تو یہ حدیث ضعیف ہے۔(۴۰)

اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے مراد: اس مذاق کی ممانعت ہے جس میں افراط ہو اور جس سے کسی کی عزت پر حملہ ہو رہا ہو، اور اس سے اس کی شخصیت مجروح ہو رہی ہو۔(۴۱)

جواز مذاق کی جانکاری کے بعد (مذاق) کے بارے میں یہ جان لینا ضروری ہے کہ مذاق کی بنیاد سچائی پر ہو اگر اس میں جھوٹ کا دخل ہے تو ''مازح'' کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان یاد کرنا چاہئے جو بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے مروی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس آدمی کے لیے ویل (۴۲) ہے جو جھوٹی باتیں کہہ کر لوگوں کو ہنساتا ہے۔اس کے لیے ویل ہے، اس کے لیے ویل ہے۔(۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مذاق کی چند مثالیں:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے روٹی اور کھجور رکھی ہوئی تھی۔آپ نے فرمایا: قریب آجاؤ، اس کو کھاؤ، میں نے کھجور کھانا شروع کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری آنکھیں آئی ہیں پھر بھی تم کھجور کھا رہے ہو؟

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں دوسری طرح سے (کھجور) کھالوں گا، اللہ کے رسول ﷺ یہ سن کر مسکرانے لگے۔(۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا اے اللہ کے رسول ہمیں سواری دیجئے۔آپ نے فرمایا: ہم تم کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کریں گے'' اس آدمی نے کہا: میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹ ''بچہ'' کے علاوہ کچھ اور بھی جنم دیتی ہے۔(۴۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور بولی اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ میں جنت میں جاؤں آپ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں، جنت میں بوڑھی عورت نہیں داخل ہوگی۔حضرت حسن کہتے ہیں کہ وہ عورت روتے ہوئے واپس ہونے لگی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس (بوڑھی عورت) کو بتا دو کہ وہ عمر پیری میں جنت میں داخل نہیں ہوگی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا'' (الواقعہ: ۳۵-۳۷)۔(۴۶)

یعنی ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ (کنواری) بنا دیں گے۔وہ اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن ہوں گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہاتیوں میں سے زاہر بن حرام نامی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو دیہاتی ہدایا دیا کرتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ

جب اس کے پاس جاتے تو آپ بھی اس کے لیے کچھ لیجایا کرتے تھے (اس آدمی کے بارے میں آپ نے فرمایا) زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔

(۴۷) راوی کا بیان ہے کہ آپ اس شخص کو بہت پسند کرتے تھے باوجود یکہ وہ ذرا بد صورت تھا، ایک دن وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا آپ اس کے پاس آئے اور پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو گئے وہ آپ کو دیکھ نہیں سکا۔ آپ نے فرمایا: اس میں سے ہمارے پاس بھیج دو۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اللہ کے رسول ﷺ کو پہچان لیا، پھر اس نے اپنے پیٹھ کو رسول اللہ ﷺ کے سینے سے لگانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، آپ ﷺ کہنے لگے، ''بندہ کو کون خریدے گا''؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ تب تو آپ مجھے بہت سستی قیمت والا سمجھتے ہیں: آپ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کے نزدیک ارزاں نہیں ہو'' یا آپ نے فرمایا ''لیکن تم اللہ کے نزدیک گراں قیمت ہو'' (۴۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ اور سودہ بنت زمعہ موجود تھیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ''حریرۃ'' (۴۹) بنایا۔ اور اس کو لے کر آئی، میں نے سودہ سے کہا کھاؤ! سودہ نے کہا: میں اس کھانا کو پسند نہیں کرتی، میں نے کہا، بخدا تم اس کو کھالو، ورنہ اس کو تمہارے چہرہ میں پوت دوں گی، سودہ نے کہا: میں اس کو چکھوں گی بھی نہیں۔ (حضرت عائشہ کہتی ہیں) میں نے برتن سے تھوڑا سا حریرہ نکالا اور سودہ کے چہرہ میں پوت دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ میرے اور اس (سودہ) کے درمیان بیٹھے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے) آپ ﷺ اس کی جانب داری میں مجھ سے بدلہ لینے کے لیے جھکے، اتنے میں میں نے برتن سے حریرہ نکالا اور اپنے چہرہ پر بھی پوت لیا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے۔ (۵۰)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر بن عباس کی صفت بتا رہے تھے، آپ نے بتایا کہ (ان کے درمیان اس طرح مقابلہ ہوا) جو سب سے پہلے میرے پاس دوڑ کر پہنچ جائے تو اس کو میں فلاں فلاں چیز دوں گا وہ سب آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی پیٹھ اور سینے پر گرتے، آپ (محبت سے) ان کا بوسہ لیتے اور ان کو چمٹا لیتے۔ (۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما (جب آپ صغر سنی میں تھے) کے سامنے اپنی زبان کو نکالتے اور وہ آپ کی زبان کی سرخی دیکھ کر آپ کی طرف دوڑتے چلے جاتے۔ (۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں۔ لیکن میں (مذاق میں) حق کے علاوہ دوسری بات نہیں کہتا۔ (۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں مذاق کرتا ہوں۔ لیکن (مذاق) میں حق کے علاوہ کوئی (جھوٹی) بات نہیں کہتا۔ (۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے بعض سفر میں جاتی تھی، میں بدن کی ہلکی پھلکی تھی، آپ نے لوگوں سے کہا: تم لوگ تیزی سے چل کر) آگے بڑھ جاؤ۔ وہ لوگ آگے بڑھ گئے، پھر آپ نے مجھ سے کہا آؤ ہم تم دوڑ میں مقابلہ کریں، میں نے مقابلہ کیا آپ مجھ سے پیچھے رہ گئے یہاں تک کہ جب میں ذرا موٹی ہوگئی، بدن بھاری ہو گیا (اور پچھلے مقابلہ کو بھول گئی) اور سفر میں آپ کے ساتھ نکلی تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ آگے بڑھ جاؤ، وہ آگے بڑھ گئے، پھر آپ نے فرمایا آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں، میں نے مقابلہ کیا۔ آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور ہسنے لگے اور کہہ رہے تھے یہ (جیت) اس (گذشتہ) شکست کا بدلہ ہے۔ (۵۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے، ابو عمیر نامی میرا ایک چھوٹا بھائی تھا (جو ایام طفلی میں تھا) وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا آپ اس کو دیکھ لیتے تو کہتے: یا ابا عمیر، ما فعل النغیر؟ (مثل گوریا ایک چڑیا ہے) اے ابو عمیر نغیر نے کیا کیا، آپ (یہی کہتے) اور اس سے کھیلتے تھے۔ (۵۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے اور انجشہ نامی کالا غلام بھی آپ کے ساتھ تھا وہ ''حداء'' کر رہا تھا (یعنی ایسے اشعار پڑھ رہا تھا جس کے ذریعہ اونٹوں کی رفتار میں تیزی کرنا مقصود ہوتا ہے) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے انجشہ! ذرا دھیرے دھیرے کانچ کی بوتلوں (پر رحم کرو) (۵۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ''اے دکان والے'' کہہ کر پکارا، ابو اسامہ (راوی ہیں) کہتے ہیں: کہ آپ نے ایسا بطور مذاق فرمایا تھا۔ (۵۸)

معاریض اور اس کا حکم:

معاریض تصریح کا ضد ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں کسی چیز سے توریہ کرنا۔ (یعنی ظاہر میں کچھ ہو اور ارادہ اس کے برعکس ہو) رسول اللہ ﷺ کے مذاق کی جو مثالیں گذری ہیں ممکن ہے کہ بعض معاریض میں شامل ہوں۔ یہاں ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ توریہ معاریض صرف معمولی اغراض، اور بذریعہ مذاق دوسروں کے دلی سکون کے لیے مباح ہے ورنہ جس توریہ یا معاریض یا مذاق سے دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے، یا اس پر ظلم ہوتا ہے، یا جس کے ذریعہ حق کو باطل اور باطل کو حق کیا جاتا ہے تو ایسا توریہ اور مذاق حرام ہے۔ اور اگر اس توریہ سے اپنے حق کا حصول، یا ظالم سے نجات حاصل کرنا مقصود ہو تو وہ جائز ہے۔ (۵۹)

اور مذاق کرنے والے پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے مذاق سے اللہ کے دین کو مجروح نہ کر رہا ہو (۶۰) بلکہ ایسا مذاق کرے جس سے معصیت نہ لازم آئے، اسی طرح زیادہ مذاق کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کیوں کہ اس سے مروت میں خلل لازم آتا ہے اور قطعی طور پر مذاق و ہنسی سے احتراز بھی نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اس سے

سنت اور سیرت نبوی میں خلل لازم آتا ہے۔ اس باب میں وسط اور اعتدال کا طریقہ اپنانا چاہئے۔ (۶۱) کثرت مذاق سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، یہاں چند اہم خرابیوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔ (۶۲)

۱- ذکر الٰہی سے بے زاری

۲- مہمات دین کی ادائیگی اور اس کے بارے میں فکر سے بے نیازی۔

۳- قساوت قلبی، ۴- حقد وحسد، ۵- شخصی وقار کا مجروح ہونا، ۶- ہنسی میں کثرت (جو قساوت قلبی اور ذکر الٰہی سے بے زاری کا سبب ہے) ۷- لوگوں کی نگاہ میں غیر معتمد ہونا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو مذاق مذکورہ بالا عیوب سے پاک ہو اور سچائی پر مبنی ہو وہ مباح ہے، اور بعض اوقات میں مستحب بھی ہے لیکن اس جواز کا مطلب یہ بھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہی ہمارے دین ومذہب کا جزء ہے کسی شاعر نے کہا ہے:

أفد طبعك المكدود بالجد راحة
يجم وعلله بشئی من المزح
ولكن اذا أعطيته، المزح فليكن
بمقدار ما يعطی الطعام من الملح

یعنی اپنی درماندہ طبعیت کو (جائز) طنز ومزاح سے فرحت بخشو، لیکن یہ طنز و مزاح بھی کھانے میں نمک کے برابر ہو۔

قارئین کرام! جہنم اور اس کے عذاب، جنت اور اس کی نعمتوں کی فکر ہم پر واجب ہے۔ ہمیں اس سے غافل نہ ہونا چاہئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے میرے امتی بخدا اگر تمہیں ان چیزوں سے متعلق علم ہو جائے جنہیں میں جانتا ہوں تو تم گریہ وزاری زیادہ کروگے، اور ہنسی و مذاق کم کروگے۔ (پھر آپ نے فرمایا) کیا میں نے دین کو پہونچا دیا۔ (۶۳)

المراجع والمصادر:

(۱) دائرۃ المعارف: القرآن الرابع عشر (۱/۲۱)

(۲) بعض اقوال کا تذکرہ بھی مذکورہ (دائرۃ المعارف) میں ملتا ہے اور بعض اقوال کو لندن سے شائع ہونے والے مجلّہ ''ھنا'' نے عدد/۴۳۸ اپریل ۱۹۸۵ء میں ذکر کیا ہے۔

(۳) صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب خصال المنافق ۱/۷۸۰

(۴) سنن ابی داؤد: کتاب الأدب، باب التشدید فی الکذب ۲/۴۴۷

(۵) صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار۔ ۱/۱۰۳

(۶) سنن الترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، باب رقم (۶۰) ۴/۶۶۸

(۷) صحیح البخاری: کتاب الادب، باب قول النبی: ''يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين'' وما ینھی عن الکذب، ۱۰/۵۰۷

(۸) مسند بزار: حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۰/۵۰۸) میں اس کی سند کو ''قوی'' بتایا ہے۔ ایضا: فیض القدیر ۶/۴۶۳

(۹) مسند احمد: ۶/۴۳۸

(۱۰) سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب حسن الخلق ۴/۲۵۳

(۱۱) یعنی: اگر دو آدمیوں میں اختلاف شدید واقع ہو جائے اور تیسرا آدمی اصلاح کی غرض سے کسی ایک کے بہ نسبت دوسرے سے ایسی بات کہہ دے جسے أحد الفریقین نے نہیں کہا ہے تو یہ شرعا جائز ہے۔

(۱۲) صحیح البخاری: کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ۵/۹۹

(۱۳) احیاء علوم الدین ۳/۱۳۷

(۱۴) توریہ کے معنی یہ ہوتا ہے: بظاہر کسی ظاہری امر کی طرف اشارہ ہو لیکن حقیقتاً ارادہ اس کے برعکس ہو۔

(۱۵) بسط وتفصیل کے لیے مراجع کیجئے: فتح الباری: ۵/۳۰۰

(۱۶) فتح الباری: ۵/۳۰۰

(۱۷) اقتضاء الصراط المستقيم ومخالفة اصحاب الجحيم: ص ۱۳، ايضا: حجاب المرأة المسلمة: ص ۱۱۱۔

(۱۸) حجاب المرأۃ المسلمۃ میں علامہ البانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے اپنی سند سے تخریج کیا ہے اور ''سندہ لا باس بہ'' کے درجہ میں ہے، جیسے کہ حافظ بن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے، ص ۹۳

(۱۹) صحیح البخاری: کتاب اللباس، باب الخضاب، ۱۰/۳۵۴

(۲۰) صحیح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب فی النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر ۳/۱۶۴۷، حدیث رقم

(۲۱) مسند احمد: ۲/۵۰،۹۲

(۲۲) صحیح البخاری: كتاب اللباس، باب تقليم الاظافر ۱۰/۳۴۹

(۲۳) صحیح مسلم: كتاب الصيام، باب فضل السحور وتاكيد استحبابه

(۲۴) ''لحد'' لغوی معنی ہوتے ہیں مائل ہونا۔ یہاں پر مراد وہ قبر ہے جسے بیچ میں کھودنے کے بعد اس کے ایک کنارے جگہ زیادہ کھودی جاتی ہے اور قبر کی مٹی اوپر سے چھتری نما ہو جاتی ہے۔

(۲۵) شق: اس قبر کو کہتے ہیں جسے کھودنے کے بعد ادھر ادھر زیادہ جگہ نہ کھودی جائے بلکہ میت کو بیچ قبر ہی میں دفن کر دیا جائے۔

(۲۶) مشکل الآثار، الطحاوی۔ ۴/۴۸

(۲۷) مجمع الزوائد: ۸/۳۸۔ امام نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اور اس کی سند ''جید'' ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ ۱۱/۱۴

(۲۸) صحیح البخاری: كتاب الانبياء، باب قول الله، "يا اهل الكتاب لا تغلوا فی دينكم" الآیۃ ۱/۴۷۸

(۲۹) مسند احمد ۲/۴۵۰

(۳۰) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عرض النبی صلی الله علیه وسلم ووفاته۔ ۸/۱۴۰

(۳۱) تفسیر القرآن العظیم ابن کثیر ۴/۳۱۰

(۳۲) أحکام الجنائز للالبانی میں ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ قبر خواہ لحد کی شکل میں ہو یا شق کی شکل میں، دونوں میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے، اس موقع پر زمین کے سخت اور نرم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

(۳۳) آنحضرت ﷺ سے جو یہ منقول ہے کہ آپ چند عورتوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے ان کو سلام کیا‘‘ یہ حدیث صحیح نہیں۔ حجاب المرأۃ المسلمۃ (۹۹)

(۳۴) تفصیلی معلومات کے لیے مطالعہ کریں کتاب ’’تحذیر الساجد منه اتحاد القبور مساجد‘‘ للالبانی یہ کتاب اردو میں ترجمہ ہو چکی ہے اور دستیاب ہے۔ مساجد پر قبروں کی تعمیر۔

(۳۵) شرح الشمائل (ملا علی قاری) ۲/۲۸، تاج العروس (م، ز، ح)

(۳۶) صحیح البخاری مع الفتح ۱/۱۶۲، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا۔

(۳۷) صحیح البخاری: ۱۰/۵۳۱، کتاب الادب، باب حق الضیف۔

(۳۸) صحیح مسلم: کتاب التوبہ، باب فضل دوام الذکر والفکر ۴/۲۱۰۶

(۳۹) تاج العروس: م، ح، ز۔

(۴۰) سنن الترمذی، کتاب البرو الصلة، باب ماجاء فی المزاح۔ ۴/۳۵۹۔ اس حدیث کی سند میں لیث بن ابی سلیم متکلم فیہ راوی ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی نے ضعیف الجامع: ۶۲۸۸ میں، اور علامہ سیوطی اور مناوی نے بھی ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: فیض القدیر ۶/۴۲۱

(۴۱) جمع الوسائل: ۲/۲۹

(۴۲) ’’ویل‘‘ کی تشریح میں علماء کے کئی اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (مترجم)

(۴۳) سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب من تکلم بکلمة لیضحك بها الناس ۴/۵۵۷

(۴۴) سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الحمیۃ ۲/۱۱۳۹

(۴۵) سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح ۴/۳۰۰

(۴۶) شمائل الترمذی ۲/۳۸، ۳۹۔ اس حدیث کی سند میں مبارک بن فضالہ نامی مدلس راوی ہیں جس نے ’’عنعنہ‘‘ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مرسل بھی ہے (جمع الوسائل ۲/۹) حضرت عائشہ اور دوسرے راویوں سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ دیکھئے: اخلاق النبی ﷺ

(۴۷) یعنی زاہر ہمیں دیہی پیداوار دیتا ہے، اور اس کے لیے شہری اشیاء کا انتخاب کرتے ہیں۔ (مترجم)

(۴۸) شرح السنۃ (بغوی) ۱۳/۱۸۱، شمائل ترمذی ۲/۳۵، ۳۷۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: الاصابۃ ۱/۵۴۲

(۴۹) حریرۃ: ایک قسم کا کھانا ہے جسے آٹا، اور دودھ یا دھی میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔

(۵۰) امام ابویعلی نے ’’بسند جید‘‘ اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ دیکھئے: المغنی عن حمل الاسفار ۲/۱۳۰۔ اسی طرح زبیر بن بکار نے کتاب ’’الفکاھۃ‘‘ میں اسے ذکر کیا ہے۔

(۵۱) مسند احمد: ۱/۲۱۴۔ اس کی سند ’’حسن‘‘ ہے۔ مجمع الزوائد ۹/۱۷

(۵۲) شرح السنۃ: ۱۳/۱۸۰۔ حدیث کی سند ’’حسن‘‘ ہے۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ۔ حدیث نمبر (۷۰)

(۵۳) سنن ترمذی: کتاب البر والصلۃ۔ باب ماجاء فی المزاح: ۴/۳۵۷

(۵۴) اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ’’حسن‘‘ ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد ۸/۸۹

(۵۵) مسند احمد: ۶/۲۶۴، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب السبق علی الرجل ۱/۴۰۳۔

(۵۶) صحیح مسلم: کتاب الأدب۔ باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته ۲/۱۶۹۲۔

(۵۷) صحیح مسلم: کتاب الفضائل۔ باب رحمۃ النبی ۴/۱۸۱۱۔ مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ عورتوں کو کانچ کی بوتلوں سے اس لیے تشبیہ دیا ہے کہ ان کے عزائم میں کمزوری ہوتی ہے، آپ ڈر رہے تھے کہ کہیں اونٹوں کی تیز رفتاری اور کثرت حرکت سے عورتوں کو تکلیف نہ پہونچ جائے یا وہ گر پڑیں۔ اس کے علاوہ دوسرے توجیہات بھی مذکور ہیں۔ دیکھئے: فتح الباری ۱۰/۵۴۵۔

(۵۸) سنن ترمذی: کتاب البر والصلۃ۔ باب ماجاء فی المزاح۔ ۴/۳۵۸۔

(۵۹) فتح الباری: ۱۰/۵۹۵

(۶۰) فتح الباری: ۱۰/۵۲۶۔ تعلیق التعلیق ۴/۱۰۲

(۶۱) تاج العروس للزبیدی ۶/۱۱۷

(۶۲) دیکھئے: فتح الباری ۱۰/۵۲۷، جمع الوسائل ۲/۲۹ الاذکار ص ۳۳۹، احیار ۳/۱۲۷، ۱۲۸۔

(۶۳) صحیح البخاری مع فتح کشوف۔ الصدقۃ ۲/۵۲۹۔

☆☆☆

علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ - ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

یوں تو وطن عزیز ہندوستان میں بے شمار علماء وصلحاء، دانشوران ومحققین، شارحین ومفسرین، مصنفین ومؤلفین، مصلحین وریفارمر، دینی وسیاسی رہنما اور قومی وملی قائدین گزرے ہیں لیکن ان میں سلفی عقیدہ ومنہج کے حامل علماء ومصلحین کا رنگ وآہنگ ہی نرالا اور منفرد تھا۔ وہ محض خالص کتاب وسنت کی اتباع وپیروی اور دعوت وارشاد کی وجہ سے اپنے دیگر ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ وہ جہاں کہیں بھی رہے اور جس میدان میں بھی گئے، کتاب وسنت اور سلف امت کے علم کو بلند کیے رہے اور اس عقیدہ ومنہج کی برکت سے ایسے ایسے کارنامے انجام دے گئے کہ جن کا تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ درس وتدریس ہو یا دعوت وریفارمنگ، تصنیف وتالیف ہو یا تعلیم وتزکیہ، قومی وملی خدمات ہوں، یا سماجی ورفاہی سرگرمیاں، یا پھر علمی وادبی محافل ہوں، یا کارزار سیاست سب میں اپنے دم قدم سے جریدہ عالم پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے اور بجا طور پر ”مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِر، وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً“ (احزاب:۲۳) کے مصداق ٹھہرے۔

علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ بھی انہی اولوالعزم علماء ودانشوران میں سے تھے جنہوں نے قوم وملت اور جماعت کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا اور جنہوں نے اپنی ساری توانائی اسی لیلائے مقصود کے کاکل وگیسو کو سنوارنے اور ابنائے امت کے مستقبل کو روشن بنانے میں صرف کر دی تھی۔

ذرا اندازہ کیجئے کہ ہر طرح کے وسائل حیات سے محروم گاؤں میں مکتب نما معہد سے لے کر مدینۃ السلام کے عظیم ہیکل جامعہ امام ابن تیمیہ تک کا سفر کوئی آسان کام نہیں تھا۔ بلکہ قدم قدم بلاؤں اور آزمائشوں سے عبارت تھا۔ لیکن اس ایمان واستقامت کے کوہ ہمالہ نے کبھی ہمت وحوصلہ نہیں ہارا۔ پدر خلیل وذبیح نے وادی غیر ذی ذرع میں بیت اللہ الحرام تعمیر کیا تھا تو پسر لقمان نے بھی نہایت ہی پسماندہ علاقے میں جامعہ امام ابن تیمیہ کی شکل میں مدینۃ السلام آباد کیا جو **اصلها ثابت وفرعها في السماء** کے مصداق ملک وبیرون ملک علم ونور کی روشنی بکھیر رہا ہے اور وہاں سے اٹھنے والا ابر ہر خطے اور ہر علاقے میں برس رہا ہے اور انسانیت کی کشت ویراں کو سیراب وسبزہ زار بنا رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اپنی ذات میں انجمن تھے۔ انہوں نے دعوت وتربیت اور اصلاح وریفارمنگ کے ہر میدان میں اپنی کامیاب پیٹھ بنائی۔ وہ بیک وقت مفسر تھے، محدث تھے، فقیہ تھے، متکلم تھے، سیرت نگار تھے، عربی واردو اور انگریزی زبان وادب کے رمز شناس تھے، ماہر تعلیم تھے، انہوں نے مختلف علوم وفنون میں درجنوں کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں۔ دفاع سنت ان کا خاص میدان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی دراسات علیا کا موضوع بھی اسی کو بنایا تھا اور زندگی بھر اس مشعل سنت کو تھامے رہے اور بجا طور پر ”**يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين**“ کی مسند زریں پر فائز ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب کے ارادے جس قدر مضبوط اور عزائم جس قدر پختہ تھے اسی قدر ان کا وژن بھی بہت وسیع تھا۔ وہ اپنے اندر وسعت فکر ونظر کا جہان تازہ آباد رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جامعہ کے نصاب میں قدیم نافع اور جدید صالح کا اس قدر حسین امتزاج پیدا کیا کہ دینی وعصری کا امتیاز اٹھ گیا۔ ان کی مسلسل کوششوں سے وہاں سارے نافع علوم دین کے قالب میں ڈھل گئے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ امام ابن تیمیہ کے فیض یافتگان کو کسی بھی مقام پر اجنبیت نہیں محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنی پیاری جامعہ سے خوشہ چینی کے بعد ملک کی عظیم یونیورسٹیوں سے اکتساب فیض کیا اور آج حال یہ ہے کہ جامعہ امام ابن تیمیہ کے یہ فارغین جہاں مدارس وجامعات اور مساجد ومکاتب کے گنبد ومحراب سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز بلند کر رہے ہیں وہاں عصری دانشگاہوں، جدید تعلیمی اداروں، کورٹ کچہریوں، اسپتالوں اور شفاخانوں، سیاست کے گلیاروں، صحافت کے میدانوں اور دینی وملی اور رفاہی وسماجی تنظیموں میں بھی قوم وملت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

علامہ موصوف نے جہاں قوم وملت کے نونہالوں کے لیے متعدد تعلیمی ادارے قائم کیے وہیں ملت کی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کا بھی معقول انتظام کیا۔ ان کا قائم کردہ کلیۃ خدیجۃ الکبریٰ للبنات بھی اسی آب وتاب کے ساتھ دختران زہراء کو زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ کر رہا ہے اور وہاں سے بھی سینکڑوں خدیجہ زادیاں فارغ ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ تعلیم وتربیت، امومت صالحہ اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ نے صرف لڑکے اور لڑکیوں کے اعلیٰ تعلیمی ادارے ہی قائم نہیں کیے بلکہ قوم وملت اور جماعت کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے پرائمری، مڈل اور ثانوی سطح کے الگ الگ اردو، انگلش میڈیم، دینی وعصری اسکول بھی قائم کیے۔ یہاں کا شعبہ حفظ، معہد زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم اول

دن سے حفاظ کلام اللہ کی کھیپ تیار کر رہا ہے۔ مختلف قریوں اور شہروں میں دینی مکاتب اور شاخیں قائم ہیں۔ اسی طرح وہاں کے فارغین نے جو ہر سطح کے تعلیمی ورفاہی ادارے قائم کیے ہیں وہ الگ ہیں جن کا سہرا بلا شبہ علامہ موصوف کے سر ہی جاتا ہے کہ ان سے تحریک وترغیب پا کر ہی وہ فارغین اس قابل ہو سکے ہیں کہ قوم وملت، جماعت اور انسانیت کی خدمت کر کے مادر علمی کا نام روشن کر سکیں اور محترم بانی جامعہ کے لیے صدقات جاریہ بن سکیں۔

علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی نے جامعہ کی اساس کو کچھ اس ڈھنگ اور اس ڈھب سے استوار کیا، اپنی امیدوں کے چمن کو اس خوبصورتی و پرکاری کے ساتھ بسایا اور عنادل چمن کو اس قدر بوقلمونیوں اور نیرنگیوں سے آراستہ کیا کہ وہ ہر چمن اور ہر باغ میں اپنی خوش ادائی اور خوشنوائی سے صدر رشک بنے ہوئے ہیں۔ آج سے تقریباً بیس سال قبل ایک تجربہ کار صاحب جامعہ نے مجھ سے ایک ملاقات میں بجا طور پر کہا تھا کہ جامعہ امام ابن تیمیہ کا امتیاز یہ ہے کہ وہاں کے فارغین نظر آتے ہیں۔

چونکہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ تعلیمی وتربیتی اور رفاہی اداروں کے ایک کامیاب موسس ومنتظم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باوقار وبلند پایہ صاحب قلم و قرطاس بھی تھے۔ انہوں نے اس دشت کی سیاحی میں اک عمر گزاری تھی۔ ان کے رہوار قلم نے علم وتحقیق کے ہر میدان میں جوہر دکھا کر داد تحسین حاصل کی۔ انہوں نے خود تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، اخلاقیات، نصاب تعلیم، ادب وصحافت ہر میدان میں شہسواری کی اور جامعہ میں بھی ایسا علمی وتحقیقی اور صحافتی وادبی ماحول بنانے میں کامیاب رہے کہ لگتا ہے کہ آج جامعہ کا ہر فارغ التحصیل ایک کہنہ مشق مصنف ومولف، مترجم، صحافی اور ادیب ہے۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صبر واستقامت کے پہاڑ تھے۔ انہوں نے وقت کے ہر چیلنج اور حالات کے ہر تھپیڑے کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ بار ہا ایسا ہوا کہ فرزندانِ دیجور جن میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی، فرقہ پرست بھی تھے اور مسلکی متصلب بھی، قدم قدم پر روڑے اٹکانے کی کوشش کی لیکن وہ آگے بڑھتے ہی گئے وہ قدیم دروازے بند ہونے کا شکوہ کرنے کے بجائے نئے نئے آفاق تلاش کرنے میں یقین رکھتے تھے۔ وہ ہزار مخالفتوں کے باوجود نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتے گئے کہ بجلیاں گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو گئیں۔

علامہ محترم کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے ابناء کی بڑی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ تیمیوں کی خبر گیری کرتے اور ان کی حصولیابیوں سے خوش ہوتے تھے۔ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف جمیل کرتے تھے۔ ان کو علمی وتحقیقی اور انتظامی ذمہ داری سونپ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ میں بھی بارہا ان کی شفقتوں اور کرم گستریوں سے محظوظ ہوا ہوں۔ وہ ذرے کو آفتاب بنانے کے ہنر کو اپنے ابناء پر بڑی خوش اسلوبی سے آزماتے تھے۔ مجلّہ طوبی جاری ہوا تو مجھ ہیچمداں کو بھی کبار اساتذہ کے ساتھ اس کی مجلس ادارت کا رکن بنایا۔ مرکز ابن باز للدراسات الاسلامیہ میں فراغت کے معا بعد ٹریننگ اور خدمت کا سنہری موقع عنایت فرمایا۔ زمانہ قیام دہلی میں میری کتاب ''عظمت رفتہ'' ایک نشریاتی ادارے سے شائع ہوئی تو انہوں نے میرے علم میں لائے بغیر اپنے نشریاتی ادارہ دار الداعی سے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع فرما کر ایک مشفق مربی کی طرح سرپرائز دیا۔ یقیناً اس طرح سے حوصلہ افزائی اور ذرہ نوازی کے تجربے سے ہمارے متعدد تیمی اخوان بھی گذرے ہوں گے۔ **فجزاه الله عنا احسن الجزاء**

افسوس کی بات یہ کہ ڈاکٹر لقمان سلفی رحمہ اللہ کو بعض طالع آزماؤں نے آستین کا سانپ بن کر جامعہ وجمعیت کا نقصان اور اپنا الو سیدھا کیا۔ یہ اپنی مقصد براری کے لیے مخلصین کو ان سے کاٹنے اور بدگمان کرنے میں طاق تھے۔ ان کی وجہ سے جامعہ کو نقصان اُٹھانا پڑا اور جمعیت سے بھی دوری رہی۔ قیامت کے دن پدر روحانی کا ورد کرنے والے یہ گندم نما جو فروش اپنے محسن کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔

آج جب کہ قوم وملت کا یہ عظیم محسن ہم سے رخصت ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کے بسائے ہوئے چمن کی آبیاری کے لیے پوری ملت اسلامیہ خصوصاً سلفیان ہند اور تیمی برادری آگے آئیں اور ڈاکٹر صاحب کے مشن کو دل وجان سے تقویت پہنچائیں تاکہ نبوت کے اس چشمہ حیوان کا فیضان تا صبح قیامت جاری وساری رہے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اے اللہ ترے قرآن کا مفسر، تیرے نبی کے فرمودات کا شارح، تیرے حبیب کا سیرت نگار، تیرے رسول کی سنت کا وکیل دفاع، تیرے دین کا ترجمان، تیری شریعت کا محافظ اور تیرے بندوں کا محسن تیرے گھر کے جوار میں آسودہ خاک ہے۔ جہاں دن رات تیری رحمتیں برستی ہیں۔ یا اللہ تو اپنے اس پیارے بندے کی مغفرت فرما، ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخش، ان کی لغزشوں سے درگزر فرما، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنا، ان کا حشر انبیاء وصلحاء کے ساتھ فرما اور ان کے بسائے ہوئے چمن کو تا صبح قیامت آباد رکھ۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جریدہ ترجمان کے اس شمارہ کو پریس کے حوالے کرنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا کہ ہمارے مربی ومحسن محترم جناب شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے فرمایا کہ کیا بہتر ہوتا کہ آنعزیز اور دیگر چند اعزاء سرسری طور پر ہی سہی علامہ مرحوم کی خودنوشت سوانح کی مدد سے ہی سہی چند مقالات اس تازہ شمارے کے لئے تحریر کر دیتے۔ آپ نے اس حوالے سے چند احباب کے نام بھی لئے اور الحمد للہ! قلم برداشتہ ہی یہ صفحات ومقالات منصۂ شہود پہ آ گئے۔ ورنہ

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

ڈاکٹر ظل الرحمن تیمی
اسسٹنٹ پروفیسر امام محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض

علامہ ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی رحمہ اللہ- عظیم مربی، بے باک داعی

مایہ ناز سیرت نگار ومفسر قرآن بانی جامعہ امام ابن تیمیہ ومرکز علامہ ابن باز برائے دراسات اسلامیہ علامہ ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی 5 مارچ 2020م بروز جمعرات 11.30 بجے دن میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر میرے اوپر بجلی بن کر گری۔ اس خبر کو سنتے ہی دل بھر آیا اور ایسا لگا کہ خود پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہو، کئی دہائیوں پر محیط آپ کی یادیں ذہن کے پردہ پر چھانے لگیں، آپ کی سیکڑوں مجلسوں میں گھنٹوں بیٹھنے اور ان سے براہ راست استفادے کے مناظر نظر کے سامنے گھومنے لگے، لیکن ہمارے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں تھا سوائے اس کے کہ اللہ کی تقدیر پر ایمان لائیں اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر صبر کریں اور اس داعی اسلام کے لیے دعائیں کریں۔ اللہ تعالی آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو اعلی علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

آپ ایک عظیم محقق واسکالر اور فقید المثال مصلح ومربی بھی تھے۔ آپ بے باک داعی اور منجھے ہوئے قلمکار تھے۔ آپ اچھے محقق اور سنجیدہ ناقد تھے۔ طلباء کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے، انہیں پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی خوب رغبت دلاتے تھے، اساتذہ کو وقت کا پابند بننے کی تلقین کرتے تھے، انہیں محنت ولگن سے اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کی ہدایتیں دیتے تھے، آپ متلاشیان علم وفن کو اپنی دل پذیر نصیحتوں اور حوصلہ افزائیوں کے ذریعہ تصنیف وتالیف اور تدریس ودعوت کی دنیا میں پرواز بھرنے کا ہنر سکھاتے تھے۔ جامعہ امام ابن تیمیہ کے اساتذہ وطلباء اور علماء ودعاۃ آپ کی اس خوبی کے بہترین گواہ ہیں۔ ایسا ہو بھی کیوں نا جبکہ آپ کی ہر ادا نرالی، ہر گفتگو مؤثر، ہر اصلاح دلوں میں اثر کرنے والی اور ہر تحریر متوجہ کرنیوالی ہوتی تھی۔

آپ طالب علمی کے زمانے سے ہی شرافت وسنجیدگی اور ذہانت وفطانت سے معروف تھے، ابتدائیہ کے بعد کی آپ کی ساری تعلیم دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں ہوئی جہاں آپ نے متوسطہ، ثانویہ اور عالمیت وفضیلت کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے آپ کی منظوری آئی اور وہاں آپ نے داخلہ لیا، آپ کلاسز کی پابندی کرتے تھے، محاضرات غور سے سنتے، ہوم ورک مکمل کرنے کا پورا اہتمام کرتے، آپ کی انہیں خوبیوں کی دین ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے کلاس میں ممتاز رہے، جب آپ نے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے مولوی کا امتحان دیا، تو اس میں آپ نے پچھلے کئی سال کا ریکارڈ توڑ دیا، میرے نانا علامہ ظہور رحمانی رحمہ اللہ ریزلٹ لانے پٹنہ گئے تھے، جیسے ہی آپ رزلٹ لے کر دار العلوم میں داخل ہوئے، آپ نے زور سے چلا کر اعلان کرنا شروع کیا: "لقمان نے کمال کر دیا، اس طالب علم نے پچھلے دس سال کا ریکارڈ توڑ دیا"۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

آپ نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں بطور خاص علامہ عبد العزیز بن باز، علامہ ناصر الدین البانی، علامہ محمد امین شنقیطی، علامہ عبد الرزاق عفیفی، علامہ تقی الدین الہلالی، علامہ عبد المحسن العباد اور علامہ ظہور رحمانی رحمہم اللہ بطور خاص قابل ذکر ہیں، علامہ ابن باز سے آپ نے خصوصی کسب فیض کیا، وہ آپ کے روحانی باپ اور مرشد ومربی تھے، آپ ان سے اس وقت تک فیض حاصل کرتے رہے جب تک وہ باحیات رہے، ان کے دروس میں پابندی سے شریک ہوتے رہے، آپ نے اہل علم وفضل سے استفادہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور پوری توجہ وانہماک کے ساتھ ان سے اپنے علم ودانش میں اضافہ کرتے رہے۔

آپ جب بھی لکھتے اور جو بھی لکھتے خوب اہتمام سے لکھتے، جو بھی بولتے اور جہاں بھی بولتے ایمانی غیرت سے لبریز ہو کر بولتے۔ حق کے اعلان اور حقیقت کے اظہار میں آپ کسی لومۃ لائم کی قطعا پرواہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے نتائج سے خائف ہوتے تھے۔ عربی واردو پر آپ کو قدرت حاصل تھی۔ انگریزی وفارسی زبان کی بھی آپ میں اچھی شد بد تھی۔ عربی واردو زبان میں آپ کی ڈھیر ساری تالیفات ہیں۔ سیرت وتفسیر میں آپ کی تالیفات نے ملک وبیرون ملک میں خوب مقبولیت حاصل کی، فقہ، حدیث، عقیدہ اور دوسرے موضوعات پر آپ کی تصنیفات کو خوب سراہا گیا۔ علمی کانفرنسوں میں آپ کے ذریعہ پیش کیے گئے مقالات نے خوب داد تحسین حاصل کی۔ اجتماعات اور جلسوں میں آپ کی تقریریں ہمیشہ توجہ واہتمام کا مرکز بنیں۔

آپ علمی تربیت پر زور دیتے تھے۔ علماء ودعاۃ کو علمی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی تلقین کرتے۔ آپ کی خواہش تھی کہ علماء میں عربی زبان وادب کی اچھی شد بد پیدا ہو، وہ اچھی عربی لکھنا اور بولنا سیکھیں، اس کے لیے آپ نے جامعہ میں اساتذہ وطلباء کو خوب خوب رغبت دلائی، یہی نہیں بلکہ آپ نے عربی زبان وادب کے سلیبس کے لیے ایک سیریز بھی تیار کی جو "السلسلة الذهبية للقراءة العربية" کے نام سے معروف ہے۔

عربی زبان وادب پر آپ کی دسترس آپ کی کتابوں سے جھلکتی ہے۔ ترجمہ

کرنے کا بھی آپ کو گہرا شوق ولگن تھا۔اسی شوق کے نتیجے میں آپ نے مریم جمیلہ اور علامہ ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ کے مابین ہونے والے مراسلات کوعربی کا جامہ پہنایا، جسے اہل علم وفضل نے خوب سراہا، مفتی عام، مملکت سعودی عرب کے حکم سے اسے یورپی ممالک میں زیر تعلیم سعودی طلباء میں تقسیم بھی کیا گیا تاکہ وہ غیر مسلمین کے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات اوران کے جوابات سے آشنا ہوسکیں۔

جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی علمی موضوعات اور تعلیم وتربیت کسی نہ کسی طور پر موضوع گفتگو بن ہی جاتا۔آپ سیرت نبوی، علوم اسلامیہ، تفسیر اور عربی زبان وادب سے متعلق کچھ نہ کچھ اہم معلومات ضرور دے دیتے۔آپ کی تربیت میں ہمدردی، محبت اور خوش اسلوبی کا عنصر غالب ہوتا تھا۔ایک مرتبہ جب میں نے فون کرکے آپ کی کتاب "الصادق الامین" میں پیش کیے ایک موقف پر اعتراض کیا، جو نبی کریم ﷺ کے اس واقعہ کی تردید سے متعلق تھا، جس میں ہے کہ جب پہلی وحی رک گئی تو آپ کو خیال آتا تھا کہ آپ پہاڑ پر چڑھ کر کود جائیں، جب میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے اس واقعہ کی تردید کیوں کی ہے جبکہ کئی سیرت نگاروں نے اسے ذکر کیا ہے؟ تو آپ نے نہایت خاموشی سے میری باتیں سنیں اور نہایت ہی مسکت وتشفی بخش جواب دیا۔آپ نے کتاب میں ذکر کیے گئے اپنے موقف کی تائید میں زبردست علمی دلائل دیے جس کے بعد میرے لیے اور کوئی سبیل نہیں تھی کہ آپ کا قائل ہوجاؤں، (تفصیل کے لیے آپ کی کتاب الصادق الامین کا صفحہ نمبر: 154 مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔) یہ واقعہ آپ کی وفات سے صرف چند ہفتے پہلے کا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا حافظہ آخری وقت تک کتنا مضبوط اور قوی تھا اور آپ میں مطالعہ وتحقیق کا جذبہ کتنا گہرا تھا اور آپ جو بھی موقف اختیار کرتے وہ کس قدر واضح اور مضبوط ہوتا تھا۔رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

جامعہ امام ابن تیمیہ، کلیہ خدیجۃ الکبریٰ لتعلیم البنات، علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اسکول، مرکز علامہ ابن باز للدراسات الاسلامیہ وغیرہ بطور خاص آپ کی علمی ودعوتی کوششوں کی جیتی جاگتی مثال ہیں۔یہ ادارے اسلام کے اہم قلعے اور ملت اسلامیہ ہند کی رہنمائی اور تعلیم وتربیت کے عظیم مراکز ہیں۔یہاں سے علماء ودعاۃ، عالمات وداعیات اور حفاظ ومبلغین کی بڑی کھیپ تیار ہوکر دینی ودعوتی اور تعلیمی ذمہ داریوں کے انجام دینے میں رواں دواں ہے۔آپ کی وفات کے بعد اداروں کے ذمہ داروں کو اس بات کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ان کا مشن کسی طور پر متاثر نہ ہونے پائے اور یہ چمن یوں آباد رہے جیسا کہ وہ بانی جامعہ کے حیات میں تھا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی آپ کی قبر کو نور سے بھر دے، آپ کی مغفرت فرمائے، اعلی علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور آپ کو انبیاء، صلحاء اور متقین کے ساتھ جمع فرمائے۔آمین یارب العالمین۔ ☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاء اللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہونے والا ہے اور اُردو بازار میں اہل حدیث منزل کی تیسری منزل تک کی تعمیر کا کام مکمل ہوا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان کریں۔اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں رقوم ارسال فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کرکے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

ایک چراغ اور بجھ گیا

مولانا اظہر مدنی
ڈائریکٹر اقراء گرلس انٹرنیشنل اسکول، جیت پور، نئی دہلی

۵/مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۰/۷/۱۴۴۱ھ جمعرات کی صبح عالم اسلام کا ایک روشن ستارہ غروب ہوگیا اور دنیا کتاب وسنت کے پیکر، بہت سی کتابوں کے مصنف ومحقق، جامعہ امام ابن تیمیہ چندن بارہ بہار اور مرکز علامہ ابن باز للدراسات الاسلامیہ وغیرہ دینی ودعوتی اور تعلیمی وتربیتی اداروں کے بانی وموسس جلیل القدر عالم دین علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی سے محروم ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ لله ما أخذ وله ما اعطى و نسال الله جل وعلا ان يتغمده برحمته الواسعة ويغفرله وينور له فى قبره ويوسع له فيه و يجعله روضة من رياض الجنة ويرفع درجته فى الفردوس الاعلى مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين''۔

حیات مستعار کے چند ایام گزارنے کے بعد خاکدان ارضی کی سب سے بڑی سچی اور کڑوی حقیقت کا سامنا ہر ذی روح کو کرنا ہے۔ اور دنیائے فانی سے کوچ کر کے حیات ابدی کی طرف چل پڑنا ہے۔ قرآن حکیم کا اعلان ہے۔ ''كل نفس ذائقة الموت'' اور ''كل من عليها فان ويبقى وجه ربک ذوالجلال والاكرام'' اور ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

الموت قدح كل نفس شاربه　　والقبر باب كل نفس داخله

اس کڑوی حقیقت کے مصداق علامہ ڈاکٹر محمد لقمان مرحوم ہوئے اور قوم وملت کے لیے لازوال اثاثہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ یوں تو روزانہ لوگ اس عارضی دنیا سے دار الخلد کی طرف روانہ ہوتے ہیں لیکن علامہ مرحوم نے جو روشن اور تابناک نقوش اپنے پیچھے چھوڑے ہیں وہ اخلاف کے لیے مشعل راہ اور مرحوم کے لیے ذخیرہ آخرت ہیں۔

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کا آبائی وطن صوبہ بہار کا مشہور ضلع مشرقی چمپارن تھا۔ آپ نے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے تعلیمی سفر کا آغاز کیا۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سعودی عرب کی مختلف جامعات کا رخ کیا اور وہاں کے اجلہ علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ان میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے شیخ ابن باز رحمہ اللہ مفتی سعودی عرب علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ، شیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ اور علامہ شیخ تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

علمی تشنگی بجھانے کے بعد آپ علم وعرفان کے آفتاب بن کر ابھرے اور علمی، دعوتی، تصنیفی وتحقیقی اور تعمیراتی میدان میں اپنی ضیاپاش کرنوں کے ساتھ طلوع ہوئے اور اپنی ایک پہچان بنائی۔ اور اپنی خداداد صلاحیت اور مسلسل جد وجہد سے قلیل مدت کے اندر مقبول خاص وعام ہوئے۔ اور تصنیفی وتالیفی کاموں میں انتھک کوششیں کیں اور درجنوں کتابیں اپنی پیچھے چھوڑ گئے اور مختلف علمی مراکز کی بنیاد رکھی جن میں جامعۃ الامام ابن تیمیہ، کلیۃ خدیجۃ الکبریٰ الاسلامیہ للبنات، مرکز ابن باز للدراسات الاسلامیہ، دارالداعی للنشر والتوزیع کے علاوہ دیگر ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹز قابل ذکر ہیں اور اپنی سرپرستی میں دعوت وتبلیغ کی خاطر مجلّہ الفرقان عربی اور ماہنامہ طوبیٰ اردو کی مسلسل اشاعت فرماتے رہے۔ اور آخری عمر تک اپنے قائم کردہ علمی مراکز کے تحفظ اور تعمیر وترقی کے لیے کوشاں رہے۔ اپنے ایک ایک پل کو قیمتی جانا اور اس کو بروئے کار لاتے رہے۔ غرضیکہ آپ نے اپنی علمی، تحقیقی، تصنیفی اور تعمیراتی اور رفاہی کارناموں کے ذریعہ خلق کثیر کو فائدہ پہونچایا۔ شاعر کے بقول گویا آپ نے ٹھان لیا تھا کہ

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

آپ کی وسعت قلبی، اعلیٰ ظرفی، جماعتی اور ملی اداروں سے ہمدردی کا وہ قصہ یاد آرہا ہے جب میں نے آپ کو جامعۃ الازہر الہندیہ کے قیام کے وقت دعوت نامہ بذریعہ واٹس ایپ بھیجا تو آپ نے پروگرام سے پہلے مجھے پانچ دفعہ فون کیا اور توقع سے زیادہ ہمت افزائی کی اور قیمتی مشورے نیز تاریخی حقائق ووقائع کے علاوہ یہ پوچھا کہ کیا آپ نے جامعۃ الازہر مصر کی ابتدائی تاریخ اور تاسیسی تاریخ پڑھی ہے یا نہیں؟ پھر اس پر انہوں نے مختصر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اپنے والد محترم کے نام سے یہ ادارہ موسوم کردیتے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے آخیر میں شرکت سے معذرت کی اور کہا کہ اتنے کم وقت میں سعودی عرب سے اس افتتاحی تقریب میں حاضر ہونا مشکل ہے البتہ جب کبھی ہندوستان آیا تو دیکھوں گا اور دعاؤں کے ساتھ یہ سلسلہ ختم ہوا، اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ آپ صرف اپنے قائم کردہ اداروں کے لئے ہی نہیں کوشاں رہتے تھے بلکہ دیگر جماعتی اداروں کے لئے بھی اتنے ہی مخلص تھے اور ان اداروں کے لئے بھی اسی شرح صدر کے ساتھ پند ونصائح کے ذریعہ اس کی تعمیر وترقی میں حصہ لیتے تھے۔ ایسی شخصیتیں کم دیکھنے کو ملتی ہیں جو وسعت قلبی کا مظاہرہ کریں اور خود سے جوئی مرتبہ فون کر کے مبارک دیں اور ہزار مشغولیتوں کے باوجود وقت نکالیں، ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے یہ خواہش دھری کی دھری رہ گئی کہ آپ ہندوستان آتے اور آپ ادارہ کی زیارت کرتے اور نیک خواہشات کا اظہار فرماتے۔

اور آج آپ نے جو علمی تراث اپنی کتابوں کی شکل میں چھوڑی اور آنے والی نسل کے لیے تعلیمی وتربیتی دانش گاہ ہدیہ کی ہے وہ ایک ناقابل فراموش خدمت ہے جس کو کوئی بھی بھلا نہیں سکتا۔ آپ کی وفات پر خلق کثیر نے غم وافسوس کا اظہار فرمایا ہے بالخصوص آپ کی روحانی اولاد تیمی وتیمیات نے اور اس کی مناسبت سے مجالس بھی منعقد کی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی وہ مجلس بھی تھی جو اہل حدیث کمپلیکس کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی جس کا حصہ میں بھی بنا اور اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی کی جامع مسجد میں راقم الحروف نے سینکڑوں کی تعداد میں اہل اسلام کو نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائبانہ بھی پڑھائی۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ آپ کے ذریعہ انجام دیے گئے تمام کاموں کو شرف قبولیت بخشے اور ان کو عوام وخواص کے لیے مفید بنائے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیرا۔

☆☆

علامہ محمد لقمان سلفی: ایک عہد ساز شخصیت

ابو عدنان سعید الرحمٰن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الھندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

علامہ محمد لقمان سلفی کی شخصیت ایک عہد ساز شخصیت تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صلاحیتوں سے نواز رکھا تھا۔ آپ جہاں بلند پایہ مفسر قرآن تھے، وہیں علوم حدیث کے ماہر بھی تھے۔ فقہ کے اسرار و رموز پر دست رس حاصل تھی تو صاحب طرز ادیب بھی تھے۔ ایک طرف سیرت نگار تھے تو کہنہ مشق ماہر تعلیم بھی تھے۔ کامیاب منتظم اور جہاں آگاہ مدبر بھی تھے۔ آپ کی شخصیت حرکت و عمل سے عبارت تھی۔ آپ نے بیک وقت کئی ایسے کارنامے انجام دیئے جو مثالی ہی نہیں بلکہ قابل رشک بھی ہیں۔ علامہ موصوف کی زندگی پر نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ علامہ کی زندگی نسل نو کے لئے مشعل راہ تھی۔ ''کاروان حیات'' علامہ نے اپنی خودنوشت میں اپنی زندگی کے ایسے حقائق کا تذکرہ کیا ہے کہ انہیں پڑھ کر یہ یقین کر پانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ مشرقی چمپارن، بہار کی دھرتی میں جنم لینے والا ایک انسان کس طرح محنت پیہم اور جہد مسلسل کے ذریعہ کامیابی کے انمٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ علامہ کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت کو عام مقبولیت عطا کیا تھا۔ زیر نظر مضمون میں علامہ موصوف کی زندگی کے بعض گوشوں کو انتہائی مختصر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس امید سے کہ علامہ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا جاسکے۔

علامہ کی پیدائش اور آپ کا خانوادہ:

علامہ محمد لقمان سلفی کی پیدائش صوبہ بہار کے مشہور ضلع مشرقی چمپارن دور کے افتادہ گاؤں چندن بارہ میں ۲۳/اپریل ۱۹۴۳ء میں ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد غازی محمد یاسین ایک عرصے تک شہیدین کی جماعت کے ساتھ سرحد پار رہے تھے۔ وہ ایک صاحب تقویٰ اور بزرگ تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے دادا محترم ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام بارک اللہ تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا۔

علامہ کا تعلیمی سفر:

مقامی اور علاقے کے دینی مکاتب و مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1956ء میں آپ نے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کا رخ کیا اور وہاں مولانا ظہور احمد رحمانی، مولانا ادریس آزاد رحمانی، مولانا صوفی عبدالرحمٰن سلفی، مولانا عین الحق سلفی، ڈاکٹر حبیب المرسلین شیدا سلفی، مولانا محمد اکمل اعظمی اور مولانا محمد عمیس اختر سلفی سے عربی کی مختلف جماعتوں میں تعلیم حاصل کی۔

دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے فراغت سے قبل ہی علامہ موصوف کو 1962ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا اور وہاں سے انہوں نے 1967ء تک تعلیم حاصل کر کے بکالوریوس کی سند حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ میں جن مشہور اساتذہ سے کسب فیض کیا، ان میں شیخ امین شنقیطی، شیخ عبدالرزاق عفیفی، شیخ تقی الدین ہلالی، شیخ عبدالمحسن العباد، شیخ عبدالقادر شیبہ الحمد، شیخ عبداللہ بن حمید، ابوعلی محمد منتصر کتانی، شیخ عطیہ محمد سالم، شیخ محمد اشقر، شیخ محمد شقراء اور شیخ محمد مجذوب وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں، علامہ صاحب کو علامہ محمد ناصر الدین البانی اور علامہ ابن باز رحمہ اللہ خصوصاً آخر الذکر سے خصوصی طور پر استفادے کا موقع ملا۔ آپ نے المعہد العالی للقُضاۃ سے ایم اے کیا اور پھر کئی سالوں کے بعد جامعۃ الامام ملک سعود ریاض سے شیخ محمد ادیب صالح کے اشراف میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کے ہم عصر و ہم سبق علمائے کرام:

یوں تو جامعہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم کے دوران علامہ کو ہزاروں علماء کی رفاقت نصیب ہوئی لیکن جن علمائے کرام کی رفاقت بالخصوص آپ کو حاصل ہوئی، ان میں علامہ احسان الٰہی ظہیر، ڈاکٹر معین الدین سلفی، شیخ محمد طاہر سلفی ندوی، شیخ شمیم اختر، شیخ نور الدین سلفی، شیخ ممتاز احمد سلفی، شیخ مصلح الدین سلفی اور شیخ امیر الدین سلفی وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کارزار عمل میں: آپ نے اپنی ملازمت کی شروعات جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد ہی بطور مترجم دارالافتاء ریاض میں شروع کی۔ پھر اپنی محنت و لگن کی وجہ سے باحث اور ریسرچ اسکالر کی پوسٹ پر پہنچے۔ بعد میں ترقی دے کر آپ کو ڈپارٹمنٹ کا صدر بنایا گیا اور وفات سے پہلے باحثین کے صدر کے عہدے پر فائز تھے۔

ان مختلف کاموں کے ساتھ علامہ اٹھارہ سالوں تک غیر مسلموں کے درمیان دعوت و اصلاح کا کام کرتے رہے۔ اس نیک کاز کے لئے آپ نے مختلف ملکوں کے اسفار بھی کئے اور سفر کی صعوبتوں اور پریشانیوں کو بھی جھیلا۔ آپ نے دعوتی مقاصد کے تحت جن ملکوں کے اسفار کئے، ان میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فیجی، ہونولولو، سانس فرانسسکو، نیویارک، فلپائن، لندن، افریقہ، نائیجریا اور پاکستان وغیرہ اہم ہیں۔

آپ کی قابل رشک خدمات:

یوں تو علامہ موصوف کی ذات بذات خود انجمن کی حیثیت رکھتی تھی، اسی وجہ سے علامہ کی شخصیت کے کئی روشن پہلو تھے۔ ان پہلوؤں میں سے سب کا حیطۂ قرطاس میں لانا محال ہے لیکن یہاں مشت نمونہ از خروارے چند پہلوؤں کی طرف ہلکا سا اشارہ کیا جارہا ہے جس سے علامہ موصوف کی شخصیت کی بلند مکانی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

☆ **تاسیس جامعہ امام ابن تیمیہ:** آپ کی خدمات و کارناموں میں جامعہ امام ابن تیمیہ مدینۃ السلام، چندن بارہ، بہار، انڈیا کا قیام سرفہرست

ہے۔آپ نے اس جامعہ کی داغ بیل 1964ء میں المعہد الاسلامی کے نام سے ڈالی اور رفتہ رفتہ اس ادارہ کو اپنے خون جگر سے سینچتے رہے حتی کہ 1990ء میں اس ادارہ نے علمی دنیا میں جامعہ امام ابن تیمیہ کے نام سے شہرت حاصل کی اور مختصر مدت ہی میں اپنے برگ و بار کو اس قدر وسعت بخشی کہ اس کی ضیاء پاش کرنوں نے ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کو روشن کرنا شروع کیا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اس موقر جامعہ کے فارغین نے مختصر مدت میں علمی حلقوں میں اپنا لوہا منوالیا اور دعوتی، تدریسی، تحقیقی اور اصلاحی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔اس ادارہ کے ابناء کی یوں تو ایک لمبی فہرست ہے لیکن جن فارغین نے اس ادارہ کو مزید متعارف کرایا، ان میں سے چند قابل ذکر درج ذیل ہیں:

☆ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

☆ ڈاکٹر محمد معراج انفاق عالم تیمی مشہور داعی سعودی عرب

☆ ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی فوری مترجم حرم مکی

☆ ڈاکٹر محمد یوسف طلحہ مدنی استاذ جامعہ منصورہ مالیگاؤں

☆ ڈاکٹر عبدالواسع تیمی ، ایڈیٹر ریختہ، نئی دہلی

☆ مولانا رفیع اللہ مسعود تیمی استاذ جامعہ منظر العلوم پرسہ

☆ ایڈوکیٹ مولانا ہشام الدین تیمی ، سینئر ٹرانسلیٹر دہلی ہائی کورٹ وغیرہم

جامعہ امام ابن تیمیہ بروقت ہندوستان میں موجود اہل حدیث کی جامعات میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔یہاں بروقت ہزاروں کی تعداد میں طلباء اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور لائق و فائق اساتذہ کی نگرانی میں تربیت پا رہے ہیں۔اللہ کرے، علامہ مرحوم کے بعد بھی یہ چمن یونہی شاد رہے، آباد رہے اور روز بروز ترقی کرتا رہے اور حاسدین وحاقدین کی نظر بد سے سلامت رہے۔

☆ **كلية خديجة الكبرى**: جامعہ امام ابن تیمیہ کے علاوہ کلیہ خدیجہ کبری کا قیام بھی علامہ کے نمایاں کارناموں میں سے ہے۔علامہ نے اس کلیہ کے ذریعہ قوم کی بیٹیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرنے کا سوچا اور انہوں نے اپنے مشن میں کامیابی بھی حاصل کی۔ کیونکہ کلیہ خدیجہ الکبری بھی ملک کی اقامتی درسگاہوں میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے اور اب تک یہاں سے سیکڑوں کی تعداد میں طالبات نے فضیلت کی ڈگری حاصل کرکے مختلف مقامات میں دعوتی، علمی، تحقیقی اور تدریسی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

☆ **مرکز علامہ ابن باز برائے دراسات اسلامیہ کی تاسیس**: علامہ نے اسلاف کرام کے علمی اثاثوں کو وطن عزیز کی زبان میں منتقل کرنے، تحقیق وتالیف کے کام کو ترقی دینے نیز سماج سدھار پر مبنی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لئے مرکز علامہ ابن باز برائے اسلامک اسٹڈیز کی بنیاد ڈالی۔علامہ کے قائم کردہ مراکز میں یہ شعبہ حد درجہ فعال اور سرگرم ہے۔اس شعبہ سے اب تک مختلف زبانوں کی سو سے زائد کتابیں مطبوع ہوکر عام وخاص سے شرف قبولیت حاصل کرچکی ہیں۔

☆ **تصنیف و تالیف**: آپ کی زندگی کا سب سے روشن اور نمایاں پہلو تصنیف وتالیف کا تھا۔اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ علامہ نے پوری زندگی تصنیف و تالیف اور تحقیق کے لئے وقف کررکھی تھی۔ یوں تو علامہ نے بہت ساری کتابیں لکھیں اور بہت ساری کتابوں پر حاشیہ لکھا۔بہت ساری شروحات کا اردو ترجمہ کیا اور بہت ساری کتابوں کی تحقیق کی لیکن علامہ کی مقبول ترین کتابوں میں آپ کی مایہ ناز تفسیر ہے جو آپ نے اردو داں طبقے کے لئے ''تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن'' کے نام سے تالیف فرمائی تھی۔یہ تفسیر اپنا انفرادی مقام رکھتی ہے اور انتہائی مفید ہے۔یہی وجہ ہے کہ ملک وبیرون ملک کے علمائے کرام نے اس تفسیر کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس کی منقبت و مدحت فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ، عربی زبان وادب میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ رہا کہ انہوں نے حالات حاضرہ کے موافق مدارس اسلامیہ کے عربی زبان وادب کی تدریس کے لئے ایک اہم سلسلہ ''السلسلة الذهبية للقراءة العربية'' تیار کیا۔یہ خوبصورت سرورق کے ساتھ کتابی شکل میں موجود ہے جس میں ابتدائیہ تا فضیلت کے لئے بارہ جلدیں ہیں۔یہ سلسلہ قدیم وجدید کا سنگم، ادبی شہہ پارے، زبان وادب کی تاریخ وتہذیب، گردش زمانہ کے ساتھ زبان و بیان کے تغیرات، قرآن وسنت کے ادبی متون پر مشتمل ایک عمدہ ومفید سلسلہ ہے۔

آپ کی دیگر کتابوں میں مشہور ترین کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔الصادق الامین

۲-فیوض العلام علی تفسیر آیات الأحکام للشوکانی

۳- مكانة السنة فى التشريع الاسلامى ودحض مزاعم المنكرين والملحدين

۴-اهتمام المحدثين بنقدالحديث سندا ومتنا ودحض مزاعم المستشرقين والردعليهم

۵- رش البرد شرح الأدب المفرد

۶- أركان الاسلام

۷- هدى الثقلين فى أحاديث الصحيحين وغیرہ۔

وفات حسرت آیات: یوں تو ہر نفس فانی ہے لیکن اس جہاں میں کچھ لوگ اپنے بعد بہت سارے لوگوں کو سوگوار چھوڑ جاتے ہیں۔علامہ موصوف کی شخصیت بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھی۔آپ کی وفات کی خبر ۵/مارچ ۲۰۲۰ء کو جب ہماری سماعتوں سے ٹکرائی تو پوری دنیا درد والم کے ساگر میں ڈوبی ہوئی لگی۔آپ کے انتقال سے ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کو ناقابل تلافی نقصان ہوا اور ایسا خلا پیدا ہوا کہ اس کی بھرپائی ایک لمبی مدت تک مشکل نظر آتی ہے۔

علامہ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ ۶/مارچ ۲۰۲۰ء کو حرم مکی میں بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔پھر ہزاروں کی تعداد میں نم آنکھوں کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔اس طرح عرب وعجم کا درخشاں ستارہ ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا۔اللهم اغفرله وارحمه وعافه وادخله جنة الفردوس الأعلى۔

☆☆☆

سانحۂ ارتحال ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ

بانی جامعہ امام ابن تیمیہ، چندن بارہ، مشرقی چمپارن، بہار

بساطِ فکر: سالک بستوی ایم اے

کہہ رہی ہے زمیں، کہہ رہا ہے گگن
جاوداں ہے فقط خالق ذوالمنن
حسن تقویٰ پہ جو جان دیتے رہے
جانب خلد وہ ہوگئے گامزن
دیکھو! لقمان، بندہ تھا اللہ کا
نورِ سجدہ جبیں پہ تھا جلوہ فگن
مردہ دل عاشق زندگی ہوگئے
لطف افروز تھے ان کے امرت بچن
ان کی تبلیغ شمشیرِ اسلام تھی
کاٹتی تھی رگِ فتنۂ اہرمن
وہ محقق، محدث، دل آویز تھے
چشم دانش میں تھے نازشِ علم و فن
وہ کئی خوبیوں سے تھے آراستہ
ان کی ذاتِ مکرم تھی اک انجمن
بجھ گئی مشعل روح ان کی مگر
اب بھی روشن ہے "تفسیر" کا بانکپن
وہ بہاروں کی سالک نوازی نہیں
دور یوں ہوگئے غمگسار چمن

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر و ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا، ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ "جریدہ ترجمان" (اُردو)، ماہنامہ "اصلاح سماج" (ہندی)، نیز ماہنامہ "دی سمپل ٹروتھ" (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیات و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی سمپل ٹروتھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

طب و صحت

ڈاکٹر ایم این بیگ
پوسٹ بکس ۱۸، ٹونک-304001
فون:01432-244018
موبائل:09460805389

پتھری-اقسام-تدابیر-علاج

پتھری دو قسم کی ہوتی ہے۔

۱۔ گردے کی پتھری، اسکو Urinary stone بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ پتہ کی پتھری اس کو Gall Bladder stone بھی کہا جاتا ہے۔

وضاحت: زیادہ تر لوگوں کو، گردے کی پتھری ہی ہوتی ہے، عورتوں میں اس کا تناسب، مردوں کے مقابلے میں ایک اور چار کا ہے۔

۱۔ گردے کی پتھری کی علامات: پیٹ میں درد، پیشاب میں جراثیم کا تعدیہ۔ یعنی Infection خون ملا ہوا پیشاب آنا، پیشاب رکنا

وضاحت مزید: اس صورتحال میں، سونوگرافی جانچ کے ذریعہ، پتھری کے سائز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی علاج کیا جاتا ہے۔

ضرورت نہیں: ۶ ملی میٹر .M.M تک کے سائز کی پتھری کو خارج کرنے کے لئے دوائیں استعمال کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ 90% معاملے زیادہ مقدار میں پانی پیتے رہنے سے ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ۲ ملی میٹر سائز کی پتھری کے لئے بھی عام طور پر دیسی دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے، جو غیر ضروری بھی ہے اور نقصاندہ بھی کیونکہ بہت سی دیسی دوائیں دوسرے اعضاء کے لئے نقصاندہ ہو سکتی ہیں۔

اگر پتھری ۶ ملی میٹر سے زیادہ سائز کی ہو تو یورولوجسٹ Urologist سے مشورہ کریں، دوربین سے علاج (آپریشن) آسان بھی ہے اور نقصانات سے محفوظ بھی۔

ھوشیار: اس صورتحال میں دیر کرنا مناسب نہیں، ورنہ گردہ خراب ہو سکتا ہے۔

پتھری سے بچاؤ کے طریقے: سائٹریٹ سالٹ والے پھلوں کا استعمال جیسے موسمی، سنترے وغیرہ۔ بغیر چھانے ہوئے آٹے سے بنی ہوئی روٹی وغیرہ ہی کھائیے کیونکہ یہ آنت سے کیلشیم کے غیر ضروری جذب (انجذاب) ہونے کو روک دیتا ہے، جس کی وجہ سے پتھری بننے کا امکان کم ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ آنت کے کینسر کا خطرہ بھی کم رہتا ہے، اگر یورک ایسڈ سٹون Uric Acid stone کی شکایت بار بار ہوتی ہو تو میٹھا سوڈا کھانے کا سوڈا Soda Bicarb اور پانی کا استعمال خوب کریں، تاکہ پیشاب کا پی ایچ لیول، .Ph. Level بڑھ جائے اور یورک ایسڈ بننا ختم ہو جائے، اور اگر گردے میں یورک ایسڈ سٹون یعنی پتھری ہے تو وہ بھی رفتہ رفتہ تحلیل ہو جائے گی۔

صرف پانی ھی کافی ھے: صرف صاف پانی، مناسب مقدار میں پیتے رہنے سے ہر قسم کی پتھری سے بچاؤ ممکن ہے، گرمی کے موسم میں ۳ سے ۴ لیٹر پانی اور سردیوں میں ۲ سے ۳ لیٹر پانی روزانہ دن رات میں پینا چاہیے کیونکہ صرف پانی ہی گردے کی پتھری کے امکانی خطرے کو روک سکتا ہے۔

اضافی نمک نہ کھائیے: کچھ لوگ، کھانے میں، نمک کی موجودگی کے باوجود الگ سے نمک کھانے میں ڈالتے ہیں، اس طرح پیشاب میں کیلشیم کی مقدار زیادہ ہونے سے، پتھری بننے کا امکان بڑھ جاتا ہے، اس لئے زیادہ نمک نہ کھائیے اور پتھری کے خطرے سے دور رہیے، کلتھی کی دال استعمال کریں، یہ چھوٹے سائز کی پتھری کے اخراج میں معاون ہوتی ہے۔

دافع درد Painkiller گولیاں، گردے خراب کر سکتی ہیں، اس لئے ضرورت شدید ہونے پر ہی ان کا استعمال کریں۔

گردے کی پتھریاں Kidney stones چار قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ کیلشیم پتھری calcium stone یہ گردے میں سب سے زیادہ بننے والی پتھری ہے، لیکن اس کے بننے کے وجوہات کا پتہ اب تک نہیں چل سکا ہے، البتہ یہ بہت ضروری ہے کہ اس کے بن جانے کے بعد دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی خوردنی اشیاء کا استعمال کم سے کم کیا جائے۔

۲۔ یورک ایسڈ پتھری Uric Acid Stone پیشاب میں یورک ایسڈ کی مقدار بڑھ جانے سے اس قسم کی پتھری بن سکتی ہے۔ پیشاب میں یورک ایسڈ کی مقدار بڑھنے کی وجوہات میں سرفہرست یہ ہیں۔ پیشاب کم بننا، پانی کم پینا، ریڈمیٹ زیادہ کھانا، انفیکشن سٹون، Infection stone گردے کی یہ پتھری عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے، یہ پیشاب میں Infection کی وجہ سے ہوتی ہے، واضح رہے کہ عورتوں کے پیشاب میں انفیکشن زیادہ ہی ہوتا ہے۔

۴۔ سسٹون پتھری Cystone stone یہ پتھری سسٹون نام کے کیمیکل سے بنتی ہے، لیکن شاذ و نادر ہی ہوتی ہے، یہ وراثت میں چلتی ہے۔

۲۔ پتہ کی پتھری Gall Baladder stone یہ پتہ میں ہوتی ہے لیکن ایک نہیں بلکہ کافی تعداد میں ہوتی ہیں، جب پتے کی تھیلی کسی وجہ سے کام کرنا بند کر دیتی ہے تو ان کا بننا شروع ہو جاتا ہے، یہ مرض مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو زیادہ ہوتا ہے، ان پتھریوں کی وجہ سے پتے کی تھیلی میں کینسر ہو سکتا ہے اس لئے تشخیص ہوتے ہی علاج کرنا چاہیے، دیر کرنا غیر مناسب ہے یہ پتھریاں دواؤں سے نہیں نکالی جا سکتیں، واحد علاج صرف دوربین سے آپریشن ہے، اس میں پت کی تھیلی، پتھریوں سمیت نکال دی جاتی ہے۔

☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

ملک میں امن وشانتی، خیرسگالی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو بحال رکھنا حکومت وعوام سب کی ذمہ داری ہے/اصغرعلی امام مہدی سلفی

دہلی:۲۵/فروری ۲۰۲۰ء

ملک خصوصا دہلی میں جو حالات درپیش ہورہے ہیں اور امن و بھائی چارہ کو سبوتاژ کرنے کی جو ناروا کوشش کی جارہی ہے اور خصوصا کل سے راجدھانی کے مختلف علاقوں میں جو کچھ ہوا وہ افسوسناک ہے۔اس کے تناظر میں عرض ہے کہ امن وشانتی، اتحاد و یگانگت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی وطن عزیز کی آن بان شان اور آپسی میل جول اور رواداری گنگا جمنی تہذیب وروایت کا امتیاز ہے۔اس کو بہر حال قائم رکھیں ،سماج کے ہر طبقہ کے لوگ آگے بڑھ کر اس نشانِ امتیاز کو باقی رکھنے کے لیے بہر طور کوشش صرف کریں، بلاتفریق مذہب وملت ایک دوسرے کی جان و مال،عزت وآبرو کی حفاظت کریں، پبلک املاک اور سرکاری پراپرٹی کو نقصان نہیں پہنچنے دیں،حق وانصاف کے علمبردار بنیں، امن وقانون کو کسی بھی طور پر ہاتھ میں نہ لیں، جذباتیت اور اشتعال انگیزی سے پرہیز کریں۔صبر وتحمل اور استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیں۔یہ وقت کا بڑا تقاضہ ہے۔ان جذبات واحساسات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے آج اخبار کے نام جاری ایک امن اپیل میں کیا۔

امیر محترم نے کہا کہ گزشتہ کل سے دہلی کے بعض علاقوں میں بربریت اور پر تشدد حملوں کے جو واقعات رونما ہورہے ہیں جن میں کئی لوگوں کی موتیں ہوئی ہیں، درجنوں زخمی ہوئے ہیں اور سرکاری وعوامی املاک تباہ و برباد ہوئی ہیں وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہیں۔کیا اب ہمارے املاک وارواح قومی راجدھانی میں بھی محفوظ نہیں رہ گئے ہیں؟!۔ملک کے آئین کی رو سے ہر شہری کو اظہار رائے اور اپنے خلاف ہوئی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے اور پر امن مطالبہ وجدوجہد کرنے کا حق حاصل ہے۔فرقہ پرست عناصر کے ذریعہ ان پرامن مطالبہ کاروں پر پرتشدد حملہ کرنا اور پرامن ماحول میں افراتفری،خوف ودہشت اورانارکی پھیلانے کی کوشش کرنا افسوسناک اور مذموم عمل ہے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں حکومت اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ قومی راجدھانی سمیت پورے ملک میں جلد از جلد امن وامان کو یقینی بنائیں، اصل مجرمین کی شناخت کرکے اُنہیں قرار واقعی سزا دیں اور عوام کے اندر پائی جانے والے خوف وہراس اور دہشت کو دور کریں، ساتھ ہی انہوں نے عوام وخواص سے اپیل کی ہے کہ چونکہ اس طرح کے حالات میں افواہوں کا بازار گرم رہتا ہے اس لیے وہ کسی بھی طرح کی افواہ پر دھیان نہ دیں، اور اپنے قول وعمل سے صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں، اشتعال انگیز باتوں سے پرہیز کریں اور اشتعال میں نہ آئیں۔نیز ایسا اقدام نہ کریں جن سے امن وقانون کے دشمنوں اور فرقہ پرست عناصر کو کھیل کھیلنے کا موقع ملے اور بہر صورت ملک میں اس دیرینہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا کو بحال رکھیں۔

(۲)

معروف عالم دین استاذ الاساتذہ مولانا قاری نثاراحمد فیضی کا انتقال پرملال

دہلی:۲۶/فروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے ہندوستان کی معروف درسگاہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو یوپی کے سابق شیخ الحدیث، کلیہ امہات المومنین مئو، یوپی کے استاذ حدیث معروف عالم دین استاذ الاساتذہ مولانا قاری نثار احمد فیضی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت، جماعت اور علمی دنیا کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا قاری نثار احمد فیضی صاحب جن کا آج تقریبا تین بجے دن فاطمہ ہاسپٹل مئو میں طویل علالت کے بعد بعمر تقریبا اسی سال انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔مولانا نہایت نیک ، پرہیزگار،متواضع خصائل حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے متصف،نمونہ سلف،نہایت ہی مخلص وغیور اہل حدیث عالم دین تھے۔جماعتی کاز سے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی متنوع دینی وعلمی ورفاہی خدمات اور سرگرمیوں کے بارے میں سن کر خوش ہوتے تھے۔ اور برملا اظہار فرماتے تھے۔جمعیت کے پروگراموں خصوصا آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم میں بحیثیت حکم شریک ہوتے تھے۔اور تاثراتی کلمات میں کھل کر ہمت افزائی اور مبانی ومعانی جمعیت کی مدحت سرائی کرتے تھے۔جمعیت کے ذمہ داران، علمائے کرام اور طلبۃ العلم خصوصا مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے تھے۔ابھی کچھ دنوں پہلے معروف محقق وقلمکار سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ فیض عام مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی صاحب حفظہ اللہ اوران کے شاگرد رشید مولانا اقبال احمد محمدی صاحب کی معیت میں مولانا کی عیادت کے لیے ان کے دولت کدے پر حاضری ہوئی تھی، نقاہت طاری تھی لیکن تھوڑی ہی دیر کی مجلس میں ان کی منجامرنج

طبیعت عود کر آئی۔ کیا پتہ تھا کہ ان سے یہ آخری ملاقات ہوگی۔ آپ ایک اچھے خطیب تھے۔ جامع مسجد اہل حدیث مرزا ہادی پورہ، مئو میں تقریبا پچاس سال تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کی اعلی تعلیم وتربیت ہندوستان میں اس وقت کے عظیم تعلیمی وتربیتی مرکز جامعہ اسلامیہ فیض عام بغداد ہند مئو میں ہوئی تھی۔ ان کے اساتذہ میں حکیم سلیمان مئوی تلمیذ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا شمس الحق سلفی سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس، سیرت نگاری میں عالمی ایوارڈ یافتہ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وغیرہ اکابر علماء کرام رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح ان کے اجلہ شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں مولانا ظفر الحسن فیضی، مولانا مقصود الحسن فیضی، مولانا مظہر مدنی شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو وغیرہ نمایاں ہیں، جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان کی طویل دینی، علمی، دعوتی وتربیتی خدمات کے اعتراف میں ان کو ایوارڈ سے نوازا تھا۔ ان کی تدفین آج بعد نماز عشاء مئو کے مدنپورہ قبرستان میں عمل آئے گی۔ پسماندگان میں بیوہ، دولڑکے، پانچ لڑکیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالی انکی مغفرت کرے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران وکارکنان نے بھی مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

(۳)

کرونا وائرس کے پیش نظر مملکت سعودی عرب کا فیصلہ مستحسن اور حکیمانہ ہے/ اصغر علی امام مہدی سلفی

دہلی: ۲۸/فروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے کرونا وائرس کے پھیلاؤ کے خدشے کے پیش نظر اور عالمی صحت تنظیم کے رہنما اصولوں اور قائم کردہ معیارات کے تحت مملکت سعودی عرب کے ذریعہ عمرہ زائرین اور سیاحوں کے مملکت سعودی عرب میں داخلے پر لگائی گئی وقتی پابندی کا خیر مقدم کیا ہے اور اسے مملکتِ سعودی عرب کا بروقت لیا گیا موفق ومستحسن فیصلہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ کرونا وائرس نے آج کی ترقی یافتہ دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس کے جراثیم کے پھیلاؤ کی وجہ سے ہر ملک اور ہر شخص فکر مند ہے اور ہر ملک میں اس سے تحفظ وبچاؤ اور اس کے انسداد کی مختلف تدابیر ہو رہی ہیں۔ مملکت سعودی عرب نے بھی اپنے شہریوں خصوصا پوری دنیا سے آنے والے حجاج ومعتمرین اور زائرین کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے بروقت حکیمانہ قدم اٹھایا ہے اور احتیاطی تدبیر کی ہے اور اس کا یہ شیوہ بھی رہا ہے کہ وہ اپنی وسعت اور امکانی حد تک ان کی راحت وآرام اور صحت و اطمینان کے لیے کوششیں صرف کرتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک وبلدان خصوصا چین جو اس وبا کے پیدا ہونے کی پہلی سرزمین ثابت ہوئی ہے، یہ وبا مزید ملکوں میں نہ پھیلے اس کی تدبیر اپنی سطح پر کرنے میں منہمک ہیں۔ جس کی شریعت مطہرہ میں مضبوط بنیاد موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کسی ملک میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو تم وہاں مت جاؤ اور نہ طاعون زدہ ملک سے جان بچانے کے لیے بھاگو (مبادا تم اس بیماری کے جراثیم کو اپنے ساتھ لے جاکر دوسری جگہوں تک پھیلا دو)۔ (بخاری)

امیر محترم نے اس موقع پر مسلمانان عالم خصوصا جراثیم زدہ ملکوں سے آنے والے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ کچھ دنوں تک صبر سے کام لیں۔ مملکت سعودی عرب کے فیصلے کا احترام کرتے ہوئے سر دست عمرہ وزیارت کا پروگرام نہ بنائیں تا آنکہ کرونا وائرس کے خدشات ختم ہوجائیں اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ وانابت کے ساتھ ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالی مملکت سعودی عرب اور وطن عزیز سمیت ساری دنیا کو اس طرح کی وباؤں اور ہر طرح کی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

(۴)

ہندوستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ امام ابن تیمیہ کے مؤسس ورئیس اور عالم اسلام کی معروف علمی وتحقیقی شخصیت ڈاکٹر محمد لقمان سلفی کا انتقال پر ملال

دہلی: ۵/مارچ ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے ہندوستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ امام ابن تیمیہ کے مؤسس ورئیس اور عالم اسلام کی معروف علمی و تحقیقی شخصیت ڈاکٹر محمد لقمان سلفی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو علمی دنیا کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بلا شبہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پوری زندگی دین وعلم کی خدمت کے لیے وقف کردی تھی۔ وہ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، مصنف، محقق، منتظم اور متعدد علمی، تحقیقی اور دینی تعلیمی اداروں کے مؤسس ورئیس اور نگران اعلی تھے۔ جامعہ امام ابن تیمیہ ان کا عظیم شاہکار ہے جس کے ہزاروں کی تعداد میں فارغین وفارغات ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اور ان کا فیض تادیر جاری رہے گا، ان شاء اللہ۔ انہوں نے متحدہ ہندوستان کی قدیم ترین اور اس وقت کی معروف مرکزی دینی

درسگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے اکتساب فیض کیا اور سعودی عرب کے اعلیٰ علمی وتحقیقی مرکز سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔آپ جامعہ اسلامیہ کے اولین فیض یافتگان میں سے تھے۔خدمت سنت نبوی ﷺ آپ کا مخصوص موضوع تھا۔آپ نے تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، ادب وغیرہ علوم میں درجنوں کتابیں تصنیف کیں۔آپ نے ایک عرصہ تک عالم اسلام کی عظیم دینی، علمی وعبقری شخصیت علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے زیر سایہ خدمات انجام دیں اور پھر اسی دیار مقدسہ کے ہوکر رہ گئے تھے۔اور آپ نے سعودی نیشنلٹی اختیار کر لی تھی اور سعودی عرب کے معروف ادارہ دارالافتاء میں ایک طویل مدت تک ترجمہ و توجیہ کا کام کرتے رہے اور جامعہ ابن تیمیہ کی شکل میں عظیم دینی تعلیمی وتربیتی عظیم سرمایہ چھوڑ گئے جس سے قوم وملت کے نونہالان تاصبح قیامت اکتساب فیض کرتے رہیں گے۔ان شاءاللہ۔آپ بہت دنوں سے علیل تھے۔ادھر کچھ دنوں قبل قدرے افاقہ ہوا تھا لیکن دو دن قبل پھر سے طبیعت بگڑ گئی اور دوبارہ ان کو آئی سی یو میں ایڈمٹ کیا گیا لیکن جانبر نہ ہوسکے۔ابھی چند ہفتے پہلے ریاض کے مشہور مرکزی اسپتال شمیسی میں آپ کی عیادت کے لیے متعدد بار جانے کا موقع ملا۔چونکہ آپ آئی سی یو میں بھرتی تھے اس لیے ایک مرتبہ ہی بالمشافہ عیادت کا موقع نصیب ہوا لیکن بظاہر ایسا لگتا تھا کہ آپ تندرست ہوکر پھر اپنی طبعی حالت میں لوٹ آئیں گے لیکن **قدر اللہ ماشاء فعل** آج ان کا ریاض میں بعمر تقریبا ۷۷ سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک صاحبزادے ڈاکٹر عبداللہ سلفی اور گیارہ بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے۔آل واولاد خصوصا فرزند ارجمند ڈاکٹر عبداللہ لقمان ،خویش واقارب اور جامعہ برادری کو صبر وسلوان عطا کرے، اور جامعہ امام ابن تیمیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔اور ڈاکٹر عبداللہ سلفی سلمہ اور دیگر تمام ذمہ داران ومتعلقین جامعہ کو اس عظیم جامعہ کی خدمت باحسن وجوہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے دیگر ذمہ داران وکارکنان نے بھی ان کے پسماندگان ومتعلقین نیز جملہ سوگواران سے اظہار تعزیت کیا ہے اوران کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

(۵)

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اعلیٰ سطحی وفد کا شمال مشرقی دہلی کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ اور ریلیف کی تقسیم

دہلی ۹رفروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ایک پریس ریلیز کے مطابق گزشتہ کل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ایک اعلیٰ سطحی راحتی وفد نے شمال مشرقی دہلی کے فساد زدہ متاثرہ علاقوں مصطفیٰ آباد، چاند باغ، شو وہار اور کھجوری وغیرہ کا دورہ کیا۔ وفد نے حالات کا جائزہ لیا، متاثرین سے ملاقات کرکے انہیں تسلی دی، بھائی چارہ اور امن وشانتی بنائے رکھنے کی تلقین کی اور افواہوں پر دھیان نہ دینے پر زور دیا ساتھ ہی مصیبت کی اس گھڑی میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بھی نصیحت کی۔راحتی وفد نے متاثرین کے درمیان ریلیف کی تقسیم کی اور متاثرین کی بازآبادکاری کے امور کا بھی جائزہ لیا۔

پریس ریلیز کے مطابق متاثرہ علاقوں میں بڑے پیمانے پر راحت رسانی کی ضرورت ہے جس کے لیے بلالحاظ مسلک ومذہب سبھی کو آگے بڑھ کر متاثرین کی امداد کرنی چاہیے اور انسانیت نوازی کا ثبوت فراہم کرنا چاہیے۔مرکزی جمعیت نے اپنی صوبائی شاخوں سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں بلالحاظ مسلک ومذہب متاثرین کی زیادہ سے زیادہ امداد وراحت رسانی کی کوشش کریں اور پریشان حال لوگوں کی امداد کرکے اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ واضح رہے کہ وفد مذکور مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، الحاج وکیل پرویز ناظم مالیات مرکزی جمعیت، مولانا عبدالستار سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی، الحاج قمرالدین نائب امیر صوبائی جمعیت دہلی ،مولانا عرفان شاکر ناظم صوبائی جمعیت دہلی، انجینیر قمرالزماں اور مولانا ضیاء الحق فیضی کارکن دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وغیرہ پر مشتمل تھا۔

☆☆☆

صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کا انتخاب جدید: صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کا انتخاب جدید (برائے میقات ۲۰۱۹-۲۰۲۴) مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بمقام جی ای سی مسجد اہل حدیث نیلور میں صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہوا۔جس میں باتفاق رائے مولانا فضل الرحمٰن عمری صاحب حفظہ اللہ امیر مولانا قاضی منور جامعی صاحب حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ اور جناب محمد فاروق خان صاحب حفظہ اللہ خازن منتخب ہوئے۔مرکزی مشاہد کی حیثیت سے حافظ محمد عبدالقیوم صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے شرکت فرمائی۔ اس مناسبت سے متعدد مرکزی ذمہ داران نے بھی حاضری دے کر ہم متعلقین صوبہ کی ہمت وعزت افزائی کی۔ یہ انتخاب الحمدللہ! دستوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صاف ستھرے ماحول میں انجام پایا۔اخیر میں نومنتخب ذمہ داران جماعت وجمعیت کی ترقی کے لئے عزم وحوصلے کا اظہار کیا۔(مولانا فضل الرحمٰن عمری،امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش)

☆☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ

''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ''

میں نئے تعلیمی کلنڈر (۲۰۲۰-۲۰۲۱) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۶/جون ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳/شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز ہفتہ تا ۸/جون ۲۰۲۰ء

مطابق ۱۵/شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز پیر داخلہ لیا جائے گا۔

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۳۰/مئی ۲۰۲۰ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون نمبر:۔ 23273407 ,011-26946205، موبائل: 09560841844 ,9213172981

شعبۂ تعلیم و تربیت

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند